

جدید مسائل کے شرعی احکام

ٹیلیفون

انعامی ٹکٹ

ضبط ولادت

دوٹ

مشتی ذریعہ

نیمہ

انجکشن

سینما

سود

کھیلیں

ریڈیو

تصویر

رہل کا سفر

ہوائی سفر

ہوائی سفر

شکار

اردو

اقتادات: مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مکہ کتاب گھر

فہرست

۱۹	آلہ کبر الصوت کے شرعی احکام	۳	تقریب حضرت مولانا سنی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
۲۰	گرمیوں کے احکام	۴	تعارف
	دیباچہ پر علامت قرآن سے تعلق	۶	زیل میں سر کرنے کے احکام
۲۱	احکام شرمیہ	۷	بحری سفر کے احکام
۲۲	مفتویٰ آنکھ لگانا	۸	ہوائی جہاز کے احکام
۲۳	میں لڑکھانا جائز نہیں	۹	رویت حلال کے احکام
۲۴	شیپ ریکارڈ پر علامت قرآن پاک کے احکام	۱۱	پراویٹ میں کھڑک اور سوہ کے مسائل
۲۵	چمچوں کے پاک و ناپاک ہونے کے احکام	۱۱	ٹیلیفون اور اس کے احکام و مسائل
۲۵	نوبل کے احکام	۱۷	رہے کے مشین وغیرہ میں احتیضان کا حکم
۲۶	کھیلوں کے سلاٹ کی غریب و فروخت	۱۸	اخباری سے
۲۶	آلات خطوط امیر کے احکام	۲۰	شخصی ذبیحہ کے احکام
۲۷	چتر اکیلاوات جدجہ کے احکام		احتیاطات میں حدت نمودار اور امید واری
۲۷	تصادف کے شرعی احکام	۲۱	شرعی حیثیت
۲۷	دور حاضر کے ہدیہ لباس کے احکام	۲۲	نصاب زکوٰۃ
۲۸	ہدیہ اسلحہ جنگ اور حملہ کے احکام	۲۳	دور و میں اجتماع گوانے کا حکم
۲۸	ویکٹوریہ سو	۲۳	امیرت کے احکام
۲۸	انگریزی دروازوں کا استعمال	۲۳	ڈاکٹر اور حکیم کی فیس
۲۸	حدیچے کا حکم	۲۴	میں نکل و دیگر سارے نکلیت اور شہادت نکلیت
۲۸	شہادت کی شرعی حیثیت	۲۵	انور لیس بایر کے احکام
۲۹	بھڑوں کی گولی سے شکار کے مسائل	۲۶	اجنبی مترجمین اور خدمت میں کو تعلق کرنا
۲۸	حکومت کا تعلق انکی کنٹرول	۲۶	مربوط کو غلوں و سچے کے احکام و مسائل
		۲۸	اعضاء انسانی کی پیوند کاری

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دہ علم مہتمم دارالعلوم کراچی
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اقرنے برادر محترم جناب محمد اقبال قریشی صاحب کار سالہ "جدید مسائل کے شرعی احکام" اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا اور حاضر کے جدید مسائل کے متعلق شرعی احکام جو والد ماجدؒ نے اپنی بہت سی تصانیف میں متفرق مقامات پر تحریر فرمائے تھے قریشی صاحب نے ان میں سے ضروری مسائل کو منتخب کر کے نہایت احتیاط جانفشانی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔

اس کام میں یہ ضروری احتیاط دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ سب مسائل والد ماجدؒ ہی کے الفاظ میں بعینہ نقل کیے ہیں جہاں کسی توضیح و تشریح کی ضرورت دیکھی اسے تو میں یا حاشیہ پر ممتاز کر کے تحریر کیا ہے۔ اقرنے اس رسالے کے متعدد مسائل کی عبارتیں والد ماجدؒ کی تصانیف میں نقل کر دیکھیں تو کسی لفظ میں ادنیٰ رد و بدل بھی نہیں ملا یہ اس رسالہ کی ایسی خوبی ہے جس نے اس کے اعتماد اور افادیت میں بھرپور اضافہ کیا ہے۔

مؤلف محترم نے یہ رسالہ ترتیب دے کر کہ فرصت قارمین جو بڑا احسان کیا ہے کہ ان مسائل کے لیے اب بہت سی تصانیف کی درجہ گروائی کی بنیاد پر مختصر رسالہ انشاء اللہ کافی ہو جائے گا۔ یہ مسائل جو در حقیقت اقتباسات ہیں۔ والد ماجدؒ کی جن کتابوں سے یہ لیے گئے ہیں ان کے حوالے بھی ساتھ درج ہیں۔ تاکہ جن حضرات کو زیادہ تفصیل اور دلائل مطلوب ہوں وہ اصل کتابوں کی طرف مراجعت کر سکیں۔

بلکہ نئے پیش آمدہ فقہی مسائل کی تحقیقات کے لیے کراچی کے اہل فقاہی کی مجلس مشاورت بھی قائم فرمائی تھی۔ جس کے بعد دور حاضر کے پیش آمدہ مسائل پر مشتمل متعدد مسائل تحریر فرمائے۔

احقر نے ان سب رسائل اور حضرت قدس سرہ کی دیگر تصانیف سے دور حاضر کی ضروریات کے مسائل حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی عبادت میں کجا باقی کر دیے ہیں اور اس کا جواب بھی حضرت قدس سرہ کے لیے وقف کر دیا ہے۔

انہیں کی نظر کدوں تحفہ یہ گل دستہ

یہ میں نے جن کے گلستان سے کی ہے گل چینی

حق تعالیٰ شانہ حضرت مفتی صاحب کے فضل سے قبول فرمائیں اور اسے مقبول عام فرمائیں۔ اس طرح الحمد للہ عوام کو متعدد دور حاضر کے مسائل اس رسالہ میں مل جائیں گے۔ حضرات محققین اصل رسالہ میں دلائل ملاحظہ فرما سکتے ہیں گویا کم فراست احباب کے لیے یہ ایک گراں قدر تحفہ ہے جو صاحب اس سے نفع اٹھائیں وہ اس خاکسار کے لیے بھی خصوصی دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اسے مرضیات پر چلے اور نامرضیات سے بچنے کی توفیق بخشنے آمین۔ اور زندگی کی بقیہ سہولت کو توفیق عطا فرمائیں غفلت کی خطائی فرمائیں آمین۔

نقطہ آپ کی دعاؤں کا زبردست محتاج

بندہ محمد اقبال قریشی مغفرت

مدیر ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر

ریل میں سفر (مذہب سفر) کرنے کے احکام

مسئلہ: ریل میں بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ قیام فرض ہے۔
بلا عذر شرعی کے بیٹھنے سے نماز فرض ادا نہ ہوگی۔

(شرح منیہ واداء الصلوٰۃ فی السفر ص ۳۵)

البتہ اگر کوئی شخص کسی مرض یا کمزوری کے سبب ریل کی حرکت میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اسے گر جانے کا خطرہ ہے اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے جیسے زمین پر نماز پڑھنے کا حکم ہے کہ جو قیام پر قدرت نہیں رکھتا بیٹھ کر پڑھے لیکن تجربہ شلہ ہے کہ عام حالات میں عام لوگ چلتی ہوئی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر بس سے لوگ عواقفیت سے بلا وجہ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ادا نہیں ہوتی اعلیٰ واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کھڑے ہونے پر قدرت تو ہے مگر ریل میں اتنی جگہ نہیں کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکے تو مناسب یہ ہے کہ اس وقت تو بیٹھ کر نماز ادا کرے مگر بعد میں اس کو قضا کرنا پڑے گا کیونکہ غلطی کی وجہ سے فرض قیام ساقط نہیں ہوتا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: عام حالات کی طرح ریل میں بھی استقبال کعبہ (قبلہ کی طرف منہ کرنا) ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر درمیان نماز کے ریل کا رخ بدل جانے کا علم ہو جائے تو نمازی کو چاہیے کہ اسی حالت میں اپنا رخ قبلہ کی طرف پھیر لے۔

مسئلہ: ریل والوں کی طرف سے جس قدر اسباب بلا حصول لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ لے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ: رشوت دے کر سامان کا وزن کم لکھوانا جائز نہیں۔ اس صورت سے آپ سے دو گناہ ہوئے ایک رشوت دینے کا دوسرا الجھن حصول اسباب لے جانے کا۔

مسئلہ: اگر کبھی اتفاق سے بلا کٹ سوار ہو گئے یا کسی ضرورت سے بلا محمول قاعدہ سے زیادہ اسباب لے گئے اور اب شرمندگی ہوتی ہے اور ریل والوں کا حق ادا کرنے کو جی چاہتا ہے تو آسان ترکیب یہ ہے کہ آپ نے ریل والوں کا جس قدر نقصان کیا ہے اسی قیمت کا کٹ لے کر چاک کر ڈالو اس سے نفع نہ اٹھاؤ۔ دیکھئے ریل والوں کے پاس ان کا حق پہنچ گیا۔

مسئلہ: قلمی اور مزدور کے ساتھ اجرت طے کر کے اسباب رکھنا چاہیے ورنہ اس مقام کی معروف مزدوری دینا چاہیے۔

بحری سفر اور فنی سفر کے احکام

مسئلہ: خشکی میں تین دن کا سفر شرعی اعتبار سے اڑتالیس میل کا سفر سمجھا جاتا ہے لیکن دریا اور پہاڑ کے سفر میں یہ مسافت معتبر نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ متوسط درجہ کی کشتی تین دن میں کتنی مسافت طے کرتی ہے وہی مسافت قصر ہوگی۔ اگرچہ بڑا دریا جہاز اس کو ایک ہی گھنٹے میں طے کر لے۔ اسی طرح پہاڑ کی چڑھائی میں متوسط طاقت والا آدمی تین دن میں اتنی مسافت طے کر سکتا ہے وہی مسافت شرعی ہوگی اور نماز کا قصر اس پر لازم ہوگا اگرچہ ہوائی جہاز یا کوئی دوسری سواری میں وہ ایک گھنٹہ میں طے ہو سکے۔

مسئلہ: دریا کے سفر میں کشتی یا جہاز پر امام اعظم کے نزدیک بغیر طرہ کے بھی نماز فرض بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے لیکن کمزے ہو کر پڑھنا اس کے نزدیک افضل ہے۔ (شرح منیر ص ۲۷۰)

مسئلہ: کشتی یا جہاز ٹکرا لے ہوئے کھڑا ہے تو اس میں بلا عذر کے بیٹھ کر نماز جائز نہیں۔

مسئلہ: کشتی اور جہاز میں بھی استقبال قبلہ شرط ہے قبلہ کی شناخت دریا میں چاند سورج اور دوسرے ستاروں سے بھی ہو سکتی ہے اور تکیہ نما سے بھی۔

مسئلہ: جس شخص کو جہاز یا کشتی میں مٹی اور چکر آتے ہوں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی قدرت نہ رہے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

ہوائی جہاز، گاڑی، سڑک، دریا کے احکام

مسئلہ: جب تک ہوائی جہاز زمین پر کھڑا ہے یا زمین پر چل رہا ہے اس وقت تک تو وہ ریل کے حکم میں ہے اس پر نماز باقیات جائز ہے۔ لیکن جب وہ پرواز کر رہا ہو تو اس حالت میں بھی عذر کی وجہ سے نماز جائز ہے۔ اس لیے اگر یہ اندیشہ ہو کہ جہاز کے حزن پر پہنچنے تک نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو نماز ہوائی جہاز میں جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۵ تا ص ۳۶۸)

مسئلہ: اگر کھڑے ہو کر ہوائی جہاز میں نماز پڑھ سکتا ہے تو کھڑے ہو کر ادا کرے ورنہ بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ: ہوائی جہاز میں اکثر تو وضو کے لیے پانی مل جاتا ہے اور اگر پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہے۔ بشرطیکہ منزل پر اترنے تک نماز کا وقت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو۔

مسئلہ: جس شخص کو ہوائی سفر طویل ہو اور یہ خطرہ ہو کہ بعض اوقات پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کی ضرورت پڑے گی اس کو چاہیے کہ مٹی کا برتن ساتھ رکھ لے اس پر تیمم ہو سکتا ہے یا کپڑے کا تھیلہ میں مٹی بھر کر ساتھ

رکھ لے۔ عیالہ کے اوپر تنہم ہو جائے گا جبکہ سٹی کی گر دکنڑے کے اوپر تک پہنچی ہوئی ہو۔

مسئلہ: ہوائی جہاز میں بھی نماز کے لیے استقبال قبلہ ضروری ہے اگر قبلہ کے رخ کا پتہ نہ چلے اور کوئی بتلانے والا بھی نہ ہو تو اندازہ اور اٹکل سے کام لے کر رخ سیدھا کرے جس طرف اس کا اندازہ قائم ہو جائے وہی اس کے لیے سمت قبلہ ہے اگر بعد میں بالفرض اندازہ غلط بھی معلوم ہو تو نماز صحیح ہو مگر لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

رویت ہلال کے احکام

مسئلہ: ٹیلیگرام اور وائرلیس سے آئی ہوئی خبروں میں چونکہ خبر دینے والے کی شناخت نہیں ہو سکتی اس لیے محض ایسی خبروں سے ہلال ثابت نہ ہوگا۔

مسئلہ: عہد رسالت اور خلافت راشدہ اور قرون خیر کے اس تعامل کی بناء پر ہمارے نزدیک کسی طرح مستحسن اور پسندیدہ نہیں کہ ہوائی جہازوں میں اڑ کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ رع دلیکن میقرائے بر مصطفیٰ کیونکر مانا کہ عہد رسالت میں ہوائی جہاز نہیں تھے مگر مدینہ میں سلج پہاڑ سامنے کھڑا ہے اس کے اوپر کچھ آبادی ہے جبل احد بھی ساتھ لگا ہوا ہے کہ مکرہ تو سب پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ صفا اور مردہ کی پہاڑیاں اور جبل ابی قیس بالکل شہر سے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن عہد رسالت پھر خلافت راشدہ اور قرون خیر میں کہیں نظر سے نہیں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے چاند دیکھنے کا اہتمام کیا ہو کہ لوگوں کو ان پہاڑوں کے کسی اونچے مقام پر چڑھ کر چاند دیکھنے کے لیے بھیجا ہو۔

مسئلہ:

جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہال کی کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کر دیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہال کی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات اور دیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا چاہئے۔ شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کرے صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہال کی کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے جن الفاظ میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کیے جائیں جس ریڈیو میں ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لیے درست نہیں اور جس طرف ایک شہر کے قاضی یا ہال کی کمیٹی کا فیصلہ اس شہر اور اس کے مضافات کے لیے واجب العمل ہے اسی طرح اگر کوئی قاضی یا مسلم مجسٹریٹ یا ہال کی کمیٹی پورے ضلع یا صوبہ یا پورے ملک کے لیے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے حدود ولایت میں واجب العمل ہوگا اس لیے جو فیصلہ پاکستان جیسا کہ آج کل مرکزی ریاست ہلال کی کمیٹی کا فیصلہ شریک بناتا ہے کہ اس کمیٹی کو سربراہ منکلت نے پورے ملک کے لیے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ مقرر فرمیں ضرورت میں حدود مملکت یا ان کے نمائندہ مجاز کی طرف سے ریڈیو پر نشر کیا جائے اور اس میں مذکور اصرار احتیاط سے کام لیا گیا ہو و پورے ملک کے لیے نائد العمل ہو سکتا ہے بشرطیکہ کوئی عہدہ ایسا نہ ہو جہاں اختلاف مطالبات کا اعتبار کرنا نہ ہو وہ تحقیق کے مطابق ضروری ہو۔

مسئلہ:

رمضان المبارک کے چاند میں چونکہ شہادت یا استفاضہ خبر و توں شرط نہیں ہیں ایک ثقہ مسلمان کی خبر بھی کافی ہے۔ اس لیے خط اور آلات جدیدہ (ٹیلیفون، ٹیلی ویژن) کی خبروں پر اس شرط کے ساتھ عمل کرنا درست ہے کہ خبر دینے والے کا خط یا آواز پہچانی جائے اور وہ بچشم خود چاند

دیکھنا بیان کرے اور جس کے سامنے یہ خبر بیان کی جاوے گی، وہ اس کو پچھانتا ہو اور اس کی شکوت کو قابل عمل سمجھتا ہو۔ (ما فی ذلک جلد دوم ص ۱۲۱-۱۲۲)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کے مسائل

بقلم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

مستہم دارالعلوم کراچی

مسئلہ: جبری پراویڈنٹ فنڈ پر اوپنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ ص ۲۵ تا ص ۱۳۰ میں ملازم کی تنخواہ سے جو رقم ماہانہ کالی جاتی ہے اور اس پر ہر ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ بنام سود جمع کرتا ہے شرعاً ان تینوں رقموں کا حکم ایک ہے اور وہ یہ کہ یہ سب رقمیں درحقیقت تنخواہ ہی کا حصہ ہیں اگرچہ سود یا کسی اور نام سے دی جائیں لہذا ملازم کو ان کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ ان میں سے کوئی رقم بھی شرعاً سود نہیں۔ البتہ پراویڈنٹ فنڈ میں رقم اگر اپنے اختیار سے کٹوائی جائے تو اس پر جو رقم محکمہ بنام سود سے اس سے اہتساب کیا جائے کیونکہ اس میں شبہ بالربا بھی ہے اور سود خوری کا زریعہ بنالینے کا خطرہ بھی۔ اس سے خواہ وصول ہی نہ کریں یا وصول کر کے صدقہ کر دیں۔

تنبیہ: یاد رہے کہ جو ملازم مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے یہ سمجھتا تھا کہ جبری فنڈ پر محکمہ جو رقم بنام سود دیتا ہے وہ شرعاً بھی سود ہے پھر اس نے سود ہی سمجھتے ہوئے محکمہ سے اس زائد رقم کا معاملہ کیا تو اگرچہ یہ زائد رقم اس کے لیے حلال ہے مگر اس نے جو سود لینے کی نیت کی یہ نیت گنہگار ہے۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ اس غلط نیت سے توبہ کرے۔ یہ حکم پراویڈنٹ فنڈ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر طائفہ حرام نیت سے استعمال کی جائے اس کا بھی حکم ہے مثلاً کوئی بکرے کا گوشت یہ سمجھ کر کھائے کہ یہ فزیر کا گوشت ہے نہ اگرچہ یہ گوشت حلال

ہے مگر اس نے یہ حلال گوشت کھو کر کلوشت کھائے کی نیت سے کھلا ہے یہ نیت حرام ہے جس سے توہر کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جو حکم درج بالا مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ پرائیڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم نے اپنی طرف سے کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں نہ دلوائی ہو بلکہ محکمہ نے اپنے تصرف میں رکھی ہو۔ یا اگر کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کو دی ہو تو اپنے طور سے اپنی ذمہ داری پر دی ہو اور اگر ملازم نے اپنی ذمہ داری پر یہ رقم کسی شخص یا محکمہ یا بیرونی کمپنی یا کسی اور مستقل کمیٹی مثلاً ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوائی تو یہ ایسا ہے جیسے خود وصول کر کے اس کی تحویل میں دی ہو۔ اب اگر محکمہ یا کمپنی وغیرہ اس پر کچھ سود دیں تو یہ شرعاً بھی سود ہو گا جس کا لینا حرام ہے۔ فقہ خواہ جبری ہو یا اختیاری۔

مسئلہ: البتہ ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم کسی تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کو اس شرط پر دلوائی ہو کہ وہ اسے اپنی تجارت میں لگائے اور ملازم نفع و نقصان میں شریک ہو یعنی کمپنی کو نقصان ہو تو ملازم کے حصہ کا نقصان ملازم پر پڑے اور نفع ہو تو نفع کا اڑتایہ حصہ (جتنا بھی ملے ہو) ملازم کو ملے تو جو نفع اس صورت میں ملازم کو ملے گا وہ سود نہیں خواہ فنڈ جبری ہو یا اختیاری دونوں صورتوں میں اس نفع کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔

مسئلہ: تنخواہ سے جو رقم پرائیڈنٹ فنڈ میں کافی جاتی ہے اور اس پر ماہ بیکارہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ (بنام سود یا انٹرسٹ) ملازم کے حساب میں جمع کرتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ان میں سے کسی رقم پر سالانہ گزشتہ کی زکوٰۃ واجب نہیں ہاں

وصول ہونے کے بعد سے ضابطہ کے مطابق اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے مگر صاحبین کے نزدیک یہ رقم وصول ہونے کے بعد سالانہ گزشتہ کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی لہذا اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سالانہ گزشتہ کی بھی زکوٰۃ دے دے تو افضل اور بہتر ہے نہ دے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ فتویٰ امام اعظم کے قول پر ہے نذر خواہ جاری ہو یا اختیاری زکوٰۃ کے مسائل میں دونوں کے احکام یکساں ہیں۔

مسئلہ: مذکورہ بالا حکم اس وقت ہے جبکہ ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم کسی دوسرے شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں منتقل نہ کرادی ہو اگر ایسا کیا یعنی اپنے فنڈ کی رقم اپنی طرف سے اپنا ذمہ داری پر کسی شخص یا بینک پر سپرد کی ہو اور مستقل تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوادی تو یہ ایسا ہے جیسے خود اپنے قبضہ میں لے لی ہو کیونکہ اس طرح جس کمپنی وغیرہ کو یہ رقم منتقل ہوئی وہ اس ملازم کی وکیل ہوگئی اور وکیل کا قبضہ شرعاً سوکل کے قبضہ کے حکم میں ہے۔ لہذا جب سے یہ رقم اس کمپنی وغیرہ کی طرف منتقل ہوگی اس وقت سے اس پر زکوٰۃ کے احکام جاری ہو جائیں گے اور ہر سال کی زکوٰۃ ضابطہ کے مطابق واجب ہوتی رہے گی۔

مسئلہ: اسی طرح اگر ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم کسی تجارتی کمپنی کو اس شرط پر دلوادی کہ وہ اسے تجارت میں لگائے اور ملازم اس کے نفع و نقصان میں شریک ہو تو جس وقت سے یہ رقم کمپنی کو منتقل ہوگی اس پر زکوٰۃ کے احکام جاری ہو جائیں گے اور ہر سال کی زکوٰۃ ملازم پر ضابطہ کے مطابق واجب ہوتی رہے گی اور جب اس پر نفع ملنا شروع ہو گا تو نفع پر بھی زکوٰۃ کے احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ: جب یہ رقم ملازم یا اس کے وکیل کو وصول ہوگی تو زکوٰۃ کے مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر اس کا حکم اور ضابطہ دینا ہوگا جو کسی اور نئی آمدنی (مال مستعاد) کا ہوتا ہے اور تفصیل اس ضابطہ کی یہ ہے۔

(۱) ملازم اگر وصولیابی سے پہلے بھی صاحب نصاب نہیں تھا اور فتنہ کی رقم بھی اتنی کم ملی کہ اسے ملا کر بھی اس کا کل مال مقدار نصاب کو نہیں پہنچاتا تو جو زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۲) اگر پہلے صاحب نصاب نہیں تھا مگر اس رقم کے ملنے سے صاحب نصاب ہو گیا تو وصولیابی کے وقت سے جب تک پورا ایک قمری سال نہ گزر جائے اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہ ہوگی اور سال پورا ہونے پر بھی اس شرط پر واجب ہوگی کہ اس وقت تک یہ شخص صاحب نصاب رہے۔ لہذا اگر سال پورا ہونے سے پہلے مال خرچ کیا چوری وغیرہ ہو کر اتنا کم رہ گیا کہ یہ شخص صاحب نصاب نہ رہا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر خرچ ہونے کے باوجود سال کے آخر تک مال بقدر نصاب پھار ہوا تو جتنا بچا صرف اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی جو خرچ ہو گیا اس کی واجب نہ ہوگی۔

(۳) اگر یہ ملازم پہلے سے صاحب نصاب تھا تو فتنہ کی رقم مقدار نصاب سے خواہ کم ملے یا زیادہ اس کا علیحدہ شمار نہ ہوگا بلکہ جو مال پہلے سے اس کے پاس تھا جب اس کا سال پورا ہو گا فتنہ کی وصول شدہ رقم کی زکوٰۃ بھی اسی وقت واجب ہو جائے گی خواہ اس نئی رقم پر ایک ہی دن گزر رہا ہو۔ مثلاً ایک شخص کی ملکیت میں دو ہزار روپے سال بھر سے موجود تھے۔ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے اسے پراڈیٹنٹ فنڈ کے ایک ہزار روپے اور مل گئے تو اب اگلے روز اسے پورے تین ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

جو شخص پہلے سے صاحب نصاب تھا اور سال پورا ہونے سے مشتاجار **مسئلہ:** ماہ قبل اسے فتنہ کی رقم مل گئی مگر وصولیابی کے بعد چار ماہ گزرنے نہ پائے تھے کہ کچھ روپے خرچ ہو گئے تو اب باقی ماندہ مال اگر بقدر نصاب ہے تو

جتنا باقی ہے اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جو خرچ ہو گیا اس کی واجب نہ ہوگی۔
اگر باقی ماندہ مال نصاب سے کم ہے تو بالکل واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: مسائل زکوٰۃ کی یہ سب تفصیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
مذہب پر تھی اور اگر احتیاطاً صاحبان کے قول کے مطابق سامانائے
گزشتہ کی زکوٰۃ بھی دے دی تو یہ بہت بہتر اور افضل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے
کہ جب سے ملازم صاحب نصاب ہوا اس وقت سے ہر سال کے اختتام پر یہ
حساب کر لیا کرے کہ اب اس کے فذ میں کتنی رقم جمع ہے جتنی اس وقت ہو اس
کی زکوٰۃ ادا کرے اسی طرح ہر سال کرتا رہے۔

مسئلہ: معلوم ہوا ہے کہ محکمہ ملازم کو اس کے فذ میں سے بوقت ضرورت
کچھ رقم بنام قرض دے دیتا ہے پھر اس کی اگلی تنخواہوں سے قسط وار
اتنی ہی رقم اور کچھ مزید (ایک ذائقہ محکمہ وصول کرتا ہے احترازی غفلت اور رقم جو بنام
سود ہوتی ہے کٹ کر مجموعہ اسی ملازم کے فذ میں جمع کر دیتا ہے اور اختتام ملازمت پر
کل رقم اسی کو مل جاتی ہے۔ یہ معاملہ اگرچہ سودی قرض کے نام سے کیا جاتا ہے لیکن
شرعی نقطہ نگاہ سے یہ نہ قرض ہے نہ سودی معاملہ۔ قرض تو اس لیے نہیں کہ ملازم کا
جو قرض محکمہ کے ذمہ تھا اور جس کے مطابق کالے حق تھا اس نے اسی کا ایک حصہ
وصول کیا ہے۔

اور بعد کی تنخواہوں سے جو رقم اداء قرض کے نام سے کٹی جاتی ہے وہ بھی ادا
قرض نہیں بلکہ فذ میں جو رقم معمول کے مطابق کٹتی ہے اسی طرح کی یہ بھی ایک کوٹوتی
ہے اور اسی کی طرح یہ بھی ملازم کا محکمہ کے ذمہ قرض ہے کیونکہ یہ تنویتی بھی اسی کے
فذ میں جمع ہو کر اختتام ملازمت پر اسی کو مل جاتی ہے۔

اور جو رقم اس کی تنخواہوں سے بنام سود کٹی جاتی ہے وہ بھی شرعاً سود نہیں اس
لئے کہ سود دوسرے کو دیا جاتا ہے اور یہاں یہ رقم ملازم ہی کو واپس مل جاتی ہے لہذا

ملازم کو ذکوہ طریقہ سے قرض لینے کی شرعاً منع نہیں ہے۔

مسئلہ: اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ملازم کو اس کے فنڈ میں سے جو رقم تمام قرض دی جاتی ہے شرعاً یہ قرض نہیں بلکہ اس کا جو قرض محکمہ کے ذمہ تھا اسی کے ایک جزو کی وصول پالی ہے اس لیے اس رقم کی وصول پالی کے وقت سے اس پر زکوٰۃ کے احکام ضابطہ کے مطابق جاری ہو جائیں گے۔

مسئلہ: اگلی تنخواہوں سے جو رقم محکمہ یہ کہہ کر کٹا ہے کہ دیا ہوا قرض اور اس کا سود وصول کیا جا رہا ہے چونکہ یہ شرعاً نہ ادا قرض ہے نہ سود بلکہ فنڈ کی دیگر کٹوتیوں کی طرح یہ بھی محکمہ کے ذمہ ملازم کا قرض ہے اس لیے سود اور زکوٰۃ کے مسائل میں اس کے بھی سب احکام وہی ہیں جو فنڈ کی دیگر جمع شدہ رقم کے ہیں اور پچھے تفصیل سے گزر چکے ہیں۔

ٹیلیفون اور اس کے احکام و مسائل

آج کل کی نوا ایجاد چیزوں میں سے ٹیلیفون اب انتظام ہو گیا ہے کہ شہروں میں تو اس کا خانگی ضروریات میں شمار ہونے لگا ہے مگر اس پر گفتگو کرنے کے شرعی آداب سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ اس کے چند آداب یہ ہیں۔

مسئلہ: کسی شخص کو ایسے وقت ٹیلی فون پر مخاطب کرنا جو عادیہ اس کے سونے یا دوسری ضروریات میں یا نماز میں مشغول ہونے کا وقت ہو بلا ضرورت شدیدہ جائز نہیں کیونکہ اس میں بھی ایذا رسانی ہے جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے اور اس کی آزادی میں خلل ڈالنے سے ہوتی ہے۔

مسئلہ: ٹیلی فون پر اگر طویل بات کرنا ہو تو پہلے مخاطب سے دریافت کر لیا جائے کہ آپ کو ذرا سی فرصت ہو تو میں اپنی بات عرض کروں۔

مسئلہ: بعض لوگ ٹیلی فون کی کھٹی بکٹی رہتی ہے اور کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ پوچھتے ہیں کہ کون ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے۔ یہ اسلامی آداب کے خلاف اور بہت کرنے والے کی حق تلفی ہے جیسے حدیث میں آیا ہے ان لزود کی حقائق جو شخص آپ کی ملاقات کو آئے اس کا تم پر حق ہے کہ اس سے بات کرو اور بلا ضرورت ملاقات سے انکار نہ کرو۔ اسی طرح جو آدمی ٹیلی فون پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اس کا حق ہے کہ آپ اس کا جواب دیں۔

(تفسیر معارف القرآن، ج ۵، ص ۳۸۲)

ریلوے شیش ایروڈرم ہسپتالوں کے دفاتر میں استیذان کا حکم

مسئلہ: رفاہ عام کے اداروں میں جس مقام پر اس کے مالکان یا متولیان کی طرف سے داخلہ کے لیے کچھ شرائط اور پابندیاں عاید ہوں اس کی پابندی شرعاً واجب ہے مثلاً ریلوے شیش پر اگر بغیر پلیٹ فارم کے جانے کی اجازت نہیں تو پلیٹ فارم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کی خلاف ورزی ناجائز ہے۔ ایروڈرم (ہوائی اڈے) کے جس حصہ میں جانے کی ٹکٹ کی طرف سے اجازت نہ ہو وہاں بغیر اجازت جانا شرعاً جائز نہیں اسی طرح مساجد، مدارس، خانقاہوں، ہسپتالوں وغیرہ میں جو کمرے وہاں کے متعلقین یا دوسرے لوگوں کی رہائش کے لیے مخصوص ہوں جیسے مدارس اور خانقاہوں کے خاص حجرے یا ریلوے ایروڈرم اور ہسپتالوں کے دفاتر اور مخصوص کمرے جو مریضوں یا دوسرے لوگوں کی رہائش گاہ ہیں وہ بیوت غیر مسکونہ کے حکم میں نہیں بلکہ مسکونہ کے حکم میں ہیں۔ ان میں بغیر اجازت جانا شرعاً ممنوع اور گناہ ہے۔

(تفسیر معارف القرآن، ج ۵، ص ۶۷۵)

اخباری معنی

آج کل دنیا کی طرح قمار کی یہ صورت عام ہو گئی ہے جو حل معرہ کے عنوان سے بہت سے اخباروں اور ماہوار رسالوں کا بڑا کاروبار بننا ہوا ہے۔ معرہ کی مختلف صورتیں لکھ کر اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کا کوئی حل کر کے بھیجے اور اس کے ساتھ اتنی فیس مثلاً ایک روپیہ فیس کا بھیجے تو جن لوگوں کے حل صحیح ہوں گے ان میں سے انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا نام لائری یا قرعہ اندازی کے ذریعہ نکل آئے۔ اس میں بعض لوگ بڑے بڑے انعامات بھی مقرر کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام غریب طبقہ کے لوگ بھی یہ سمجھ کر کہ فیس معمولی ہے ایک روپیہ ضائع ہی ہو گیا تو کوئی بڑا نقصان نہیں اور اگر کہیں نام نکل آیا تو دولاکھ ہو جائیں گے۔ اس طبع میں قوم کے ہزاروں لاکھوں افراد معرہ کے حل اور اس کے ساتھ ایک روپیہ بھیجتے ہیں۔

یہ کھلا ہوا قمار ہے کیونکہ ایک شخص اپنا فیس کا ایک روپیہ اس سوہوم طریق پر ڈالتا ہے کہ یا تو یہ روپیہ بھی ضائع ہو گیا اور یا ہزاروں روپیہ لے کر آیا، اسی کا نام شرع اسلام میں جوایا قمار ہے۔ بعض رسالوں میں یہ کاروبار کرداروں کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس میں اگر وہ کوئی بے ایمانی بھی نہ کریں بلکہ وعدہ کے مطابق انعامات تقسیم کر دیں تب بھی اس کاروبار والوں کو لاکھوں کرداروں روپے کی رقم بچ جاتی ہے جو لاکھوں غریبوں کے خون پیمے کی کمائی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام غریب سے غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ ان کا خون چوس کر لکھ پتی کوڑھتی بن جائیں۔ قمار کے حرام اور ناجائز ہونے کی یہی ایک وجہ کافی ہے کیونکہ اسلام کے اقتصادی نظام میں اصولی طور پر شدت کے ساتھ اس کا انسداد کیا گیا ہے کہ دولت عوام کے ہاتھوں سے سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں مقید ہو جائے۔

معمر بازی کا مروجہ قمار اس وجہ سے اور بھی زیادہ سخت اور ہزاروں گناہوں کا
مجموعہ ہو جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام
کی خلاف ورزی کے لیے ڈنگے کی چوٹ تمام عوام کو دعوت دی جاتی ہے۔ ہر ایک
آدمی جو اس میں حصہ لیتا ہے قرآن کے کھلے ہوئے احکام کی خلاف ورزی کر کے گناہ
کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کا رویہ کے چلانے والوں پر ان سب کے گناہوں کا
وہل علیہ ہوتا ہے اور لوگ جو اس کا رویہ کی کسی درجہ میں اعانت کرتے ہیں وہ بھی
شریک گناہ ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک وقت لاکھوں کروڑوں مسلمان علانیہ طور پر اللہ
و رسول کے صریح حکم کے خلاف ایک حرام قطعی کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اس
میں ہزاروں لاکھوں دیندار مسلمان بھی جتنا ہو جاتے ہیں اور پھر اس کا غیر منقطع سلسلہ
جاری رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس وہیل سے سب کو نجات عطا فرمائیں۔ آمین۔

(جو اہر القند جلد دوم ص ۳۴۹)

مختلف مالیت کے بند ڈبوں کی خرید و فروخت: بازاروں اور نمائشوں
میں بند ڈبے فروخت کیے جاتے ہیں کسی میں ایک پیسہ کاغذ بھی نہیں ہو تا اور کسی میں
زیادہ مال ہو تا ہے لوگ اس کو قسمت آزمانی سمجھ کر اختیار کرتے ہیں یہ بھی کھلا ہوا حرام
حرام ہے۔

(جو اہر القند ج ۲ ص ۳۵۰)

بچوں کے مختلف کھیل: بعض شہروں میں بچے بلا نام آخرت و کالج کی
گولیوں وغیرہ سے ہار جیت کرتے ہیں۔ یہ بھی قمار میں داخل ہے۔ بعض شہروں میں
کنکڑے اڑا کر پیسوں کی ہار جیت کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ وہ سات میں لکڑی کی گیند یوں یا
سرکنڈے کے پوروں سے ہار جیت کھلی جاتی ہے یہ بھی قمار ہے۔

(جو اہر القند ج ۲ ص ۳۵۰)

سٹنٹ سٹ کلاسز کا رویہ: بعض قرآن حرام ہے اس کے کاروبار میں

کسی قسم کی اعانت بھی حرام ہے۔

پتنگ بازی اور کبوتر بازی: بعض لوگ چنگ بازی اور کبوتر بازی پر روپیہ کی ہار جیت کھیلے ہیں یہ کھیل خود بھی ناجائز ہیں اور ان میں روپیہ پیسہ کی ہار جیت مستقل گناہ اور صریح حرام ہے۔

نمائشوں کے انعامی ٹکٹس: چند سال سے کراچی لاہور وغیرہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً دس روپیہ کا ٹکٹ ایک مشیت خریدے گا اس ٹکٹ کے ذریعہ عام لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا اور ان ٹکٹوں پر بذریعہ قریب اندازی کچھ انعام مقرر ہوتے ہیں جس کا نمبر نکل آئے اس کو وہ انعام بھی ملتا ہے۔ یہ صورت صریح قمار سے تو نکل جاتی ہے کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اس ٹکٹ کا معاوضہ بصورت داخلہ نمائش مل جاتا ہے لیکن اب بدارنیت پر وہ جاتا ہے جو شخص مہووم انعام کی نیت سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے وہ ایک گونہ قمار کا ارتکاب کر رہا ہے اور جس کے پیش نظر صرف نمائش میں جانا ہے اور اترائے انعام کی ہوس پیش نظر نہیں پھر اتفاقاً انعام بھی مل گیا وہ قواعد کی رو سے قمار کے حکم سے نکل گیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(جو ابراہیم رحمہ اللہ ج ۲ ص ۳۵۱)

مشینی ذبیحہ کے احکام

(مشینی ذبیحہ میں) اتنی بات متعین ہے کہ اگر جانور کی عروق (یعنی وہ) **مستندہ** رہیں اور نالیاں جن کا اتنا واجب ہے۔ ذبیحہ اذبح نہیں کٹائی گئیں یا ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی نہیں ہے یا سب کچھ ہے مگر ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا قصہ آچھوڑ دیا ہے یا کسی غیر اللہ کا نام اس پر ذکر کیا ہے تو وہ ذبیحہ طالح نہیں۔

کسی مشین میں شرائط کو روکی خلاف ورزی نہ ہو تو اس کا زخ کیا ہو جانور حلال ہے اور ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہو جائے تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔
 اور جب تک صحیح صورت حال معلوم نہ ہو اس وقت تک مشینی ذبیحہ کے گوشت سے احتیاط کرنا واجب ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(جو اہر القند ج ۲ ص ۴۲۳)

انتخابات میں ووٹ و ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت

انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جسوٹ پولنا بھی حرام ہے۔ اس میں محض ایک سیاسی پارٹیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے آپ جس امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریے اور علم و عمل اور دیانتداری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے جس کام کے لیے یہ انتخابات ہو رہے ہیں اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔
 (۱) آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعہ جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا وہ اس سلسلہ میں جتنے اچھے یا برے اقدامات کرے گا ان کی ذمہ داری آپ پر بھی عائد ہوگی آپ بھی اس کے عذاب یا ثواب میں شریک ہوں گے۔

(۲) اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخص معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر بھی محض فوراً محدود ہوتا ہے۔ ثواب و عذاب بھی محدود قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے اس کا کوئی نقصان بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے اس لیے ثواب و عذاب بھی بہت بڑا ہے۔
 (۳) جی شہادت کا چھپانا از روئے قرآن حرام ہے اس لیے آپ کے حلقہ

انتخاب میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل و دیانت دار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو ووٹ دینے

میں کوتاہی کرنا مکہ کبیرہ ہے۔

(۴) جو اسیدوار اسلامی نظام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہے اس کو روٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

(۵) روٹ کو پیسوں کے ماحولہ میں دینا بد تری قسم کی رشوت ہے اور چند گھوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے۔ دوسروں کی دنیا ستار نے کے لیے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو گا کوئی دانشمندی نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسروں کی دنیا کے لیے اپنا دین کھو بیٹھے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(جو اہر القند، ج ۲، ص ۳۰۰-۳۰۱)

نصاب زکوٰۃ **مسئلہ** اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے یاون تولہ چاندی ہے یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے یا اس میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر روپیہ یا نوٹ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ نقد روپیہ بھی سونے چاندی کے حکم میں ہے (شامی) اور سامان تجارت اگر ساڑھے یاون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

کارخانے اور مل وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ نہیں لیکن اس میں جو مال **مسئلہ** تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جو خام مال کارخانہ میں سامان تیار کرنے کے لیے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (در مختار شامی)

(جو اہر القند، ج ۱، ص ۳۸۳-۳۸۵)

روزہ میں انجکشن لگوانے کا حکم

مسئلہ ایسی قسم کے انجکشن یا ٹیکہ لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی

مکروہ ہو تا ہے۔

(ادوا المقتضیٰ ج ۱ ص ۷۹)

اس مسئلہ کے عقلی و نقلی دلائل ملاحظہ فرمائے کاشوق ہو تو اردو المقتضیٰ ج ۱ ص ۷۹

۱۲۸۸ تا ۱۲۹۴ کا مطالعہ فرمائیے۔

اسپرٹ کے احکام

اسپرٹ شراب ہی کے حکم میں ہے اور نجس ایہ علم اس اسپرٹ کا ہے جو

انگور یا کجور سے بنائی گئی اور وہ اسپرٹ کئی اور چیز سے بنائی گئی ہو اس کے احکام

میں فیصلہ ہے جو ملائے کرام سے دریافت کی جاسکتی ہے۔ (رفیع) ہے۔

(قال الشافعی فی کتاب الطہارۃ وما یستقط من

درہ الخمر فنجنس حرام) لیکن ضرورت چرچے میں جانے کی فضا

متاخرین نے اجازت دی ہے۔ (ادوا المقتضیٰ ج ۱ ص ۷۹)

ڈاکٹر اور حکیم کی فیس

حکیم اور ڈاکٹر کی اجرت جائز اور تنقیز مرض اور تجویز نسخے کی ہے

اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے بلاشبہ جائز ہے۔ بشرطیکہ حکیم

حکیم ہو (یعنی کسی مازق طیب نے اس کو علاج کرنے کی اجازت دی ہو) ورنہ

معالجہ کرنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ادوا المقتضیٰ ج ۱ ص ۷۹)

گیند کے کھیل خواہ کرکٹ وغیرہ ہوں یا در سرے دیسی کھیل فی نفسہ

جائز ہیں کیونکہ ان سے تفریح طبع و ورزش و تقویت ہوتی ہے جو

دنوی اہم فائدہ بھی ہے لیکن شرط یہی ہے کہ یہ کھیل اس طرح پر ہوں کہ ان میں کوئی امر خلاف شرع اور تشبیہ کفار نہ ہو نہ لباس اور طرز وضع میں اگر عزت ہو اور نہ گھٹنے کھلے ہوئے ہوں نہ اپنے اور نہ دوسروں کے اور نہ اس طرح اشتغال ہو کہ ضروریات اسلام نماز وغیرہ میں خلل آئے اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ کرکٹ، ٹینس وغیرہ کھیل سکتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے ورنہ نہیں آج کل چونکہ عموماً یہ شرائط موجودہ کھیلوں میں نہیں اس لیے ناجائز کہا جاتا ہے۔ (امداد الفتین، ج ۲، ص ۱۰۰۲)

میڈیکل سارٹیفکیٹ، کنٹرول اور راشن سکول

سارٹیفکیٹ اور شہادت کا ذریعہ

اس زمانہ میں جھوٹ اور جھوٹی شہادت ایسی وباء عام کی طرح پھیل گئی ہے کہ عوام تو عوام خواص کو بھی اس سے بچنا مشکل ہو گیا ہے۔ بہت سے تو مستقل پیشے اور کارخانے ایسے ہیں جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور جھوڑی شہادتوں پر ہے اس کے علاوہ بہت سے کام ایسے ہیں جن کو عموماً لوگ شہادت اور گواہی نہیں سمجھتے۔ اس لیے بدھڑک ان میں جھکا ہوتے ہیں مثلاً اکثر سی سارٹیفکیٹ بھاری و فیر و کایہ ایک شہادت ہے اس میں کسی کو خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی شہادت ہے۔

مدارس، سکولوں، مکاتبوں کے پرنسپل پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے اس میں بھی کوئی اندازہ سے بڑھانا یا گھٹانا جھوٹی شہادت ہے۔ مدارس اور کالجوں کی سند و سارٹیفکیٹ میں جو الفاظ کسی طالب علم کے متعلق لکھے جاتے ہیں اگر وہ واقعہ کے خلاف ہیں تو یہ ایک جھوٹی شہادت ہے جس پر حوصلہ کرنے میں علماء و صلحاء تک جھکاؤ نہیں۔

آج کل کنٹرول اور راشن کے معاملات میں جن بمبلیٹوں یا ایبل ٹکٹوں کے بغیر راشن

پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ ایک شہادت ہے۔ اس میں خلاف واقعہ لکھا جھوٹی گواہی ہے۔
سید نسل پور ڈکے جھبوں کے پاس جو جانور ذبح کے لیے صحت و غیرہ کی تصدیق کے لیے
لائے جاتے ہیں ان میں مرے کرے بیمار جانوروں کو پاس کرنا بھی جھوٹی شہادت ہے۔

ان رسیدوں پہنچ ناموں پر دستخط کرنا جن کا معاملہ دستخط کرنے والوں کے سامنے
نہیں ہوا یہ بھی جھوٹی شہادت ہے۔ اسی طرح رات دن کے کاروبار میں ہزاروں مثالیں
ہیں جو شہادت کلابہ میں داخل اور گنلو کیرہ اور وعید شدید کی مورد ہیں مگر ہم چیں کہ
شیرادر کی طرح سب کو حلال جان کر بے فکری سے ان میں مبتلا ہیں۔

(گنلو بے لذت ص ۳۸-۳۹)

انشورنس یا بیمہ کے احکام

مسئلہ: بیمہ کے کاروبار کو امر اور نہی کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش
کی جاتی ہے لیکن اس کی مروجہ صورتیں جتنی ہماری نظر سے گزری
ہیں سود اور قمار سے خالی نہیں۔ اس لیے وہ سب حرام ہیں۔ اختیاری حالات
میں اس میں جتنا ہو نامناہ عظیم ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل علیحدہ و رسالہ بیمہ زندگی
میں لکھی گئی ہے اس میں ملاحظہ فرمائیں۔

(احکام القمار ص ۲۵)

مسئلہ: البتہ بیمہ کی ایک اور چوتھی قسم کاغذات، سندوات اور نوٹوں کا بیمہ
ہے۔

(شای طبع استنبول ج ۳ ص ۳۳۵)

عز

ان المودع اذا لاجرة على الوديعته يضمنها اذا
هلكت یعنی جس شخص کو کوئی سامان بغرض حفاظت دیا جائے گا اگر وہ اس کی حفاظت
کا معاوضہ لیتا ہے تو ضائع ہو جانے کی صورت میں اس پر ضمان واجب ہو گا۔ ظاہر ہے کہ

محکمہ ذاک و غیرہ جو سند است و خیرہ سر، مہر کر کے حفاظت کے وعدہ پر لیتا ہے اور اس حفاظت کی نفیس بھی لیتا ہے تو ضلع ہو جائے کی صورت میں مذکورہ روایت کی بناء پر ضلع شدہ کفالت کا ضمان اس پر لازم آئے گا۔

(بیمہ زندگی ص ۱۸-۱۹)

اپنی مقررہ ڈیوٹی اور خدمت میں کوتاہی کرنا بھی ناپ
قول میں کمی کرنے کے حکم میں ہے

یاد رہے کہ ٹاپ تول کی کمی جس کو قرآن میں عقیقہ کہا گیا ہے صرف ڈنڈی مارنے اور کم ٹاپنے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کسی کے ذمہ دوسرے کاجو حق ہے اس میں کمی کرنا بھی عقیقہ میں داخل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو ملازم اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کرتا وقت چراتا ہے یا کام میں کوتاہی کرتا ہے وہ کوئی ذریعہ ہو یا امیر ہو یا معمولی ملازم اور وہ کوئی دفتری کام کرنے والا ہو یا علمی اور دینی خدمت جو حق اس کے ذمہ ہے اس میں کوتاہی کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

(ابلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۷۷)

اس میں عام لوگوں میں یہاں تک کہ اہل علم میں بھی غفلت پائی جاتی ہے۔ اپنی
لازمیت میں کمی کرنے کو کوئی گناہ نہیں سمجھتا۔

(معارف القرآن ج ۸ ص ۱۹۳)

مریض کو خون لانا اور اس کی امصال پر مددکاری ص ۲۰ ص ۲۱ وینے کے

احکام و مسائل

مسئلہ: کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان

بچانے کا اس کے سوا خون دینے کے بغیر، حق قرعہ کی کوئی اور راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

مسئلہ: جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی حاجت ہو یعنی مریض کی ہلاکت کا خطرہ تو نہ ہو لیکن ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دسیے بغیر صحت کا امکان نہ ہو اس وقت بھی خون دینا جائز ہے۔

مسئلہ: جب خون نہ دینے کی گنجائش ہو تو اس سے اجتناب بہتر ہے۔

مسئلہ: جب خون دینے سے محض منفعت یا زینت مقصود ہو یعنی جب ہلاکت یا مرض کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں خون دینا ہرگز جائز نہیں۔

مسئلہ: خون کی بیع تو جائز نہیں لیکن جن حالات میں جن شرائط کے ساتھ (مسئلہ نمبر ۱ میں) مریض کو خون دینا جائز قرار دیا ہے ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو اس کے لیے قیمت دے کر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے مگر خون دینے والے کے لیے اس کی قیمت لینا درست نہیں۔

مسئلہ: کسی غیر مسلم کا خون مسلمان کے بدن میں داخل کرنے کے نفس جواز میں تو کوئی فرق نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ کافر یا فاسق یا فاجر انسان کے خون میں جو اثرات فحش ہوتے ہیں اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا خطرہ قوی ہے اس لیے علماء امت نے بیچ کو فاسق فاجر عورت کا دودھ پلوانا بھی پسند نہیں کیا بنا علیہ کافر اور فاسق فاجر انسان کے خون سے تاہم قدر اجتناب بہتر ہے۔

مسئلہ: شوہر کا خون بیوی کے بدن میں یا بیوی کا خون شوہر کے بدن میں داخل کرنے سے نکاح پر شرعاً کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ شریعت اسلام نے

محرمیت کو نسب صحابرت، رضاعت کے ساتھ مخصوص کیا ہے ان سے تجاوز کرنا درست نہیں اور رضاعت سے ثبوت محرمیت، بھی مدت رضاعت کے ساتھ خاص ہے۔ مدت رضاعت بھی ازھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

اعضاء انسانی کی پیوند کاری کی تعین صورتیں

ایک صورت جو زمانہ قدیم سے جاری ہے وہ تو یہ ہے کہ انسان کے عضو کپڈل، جملات یا نباتات وغیرہ سے تلاش کیا جائے اور فنی مہارت کے ذریعہ اس کو کارآمد و مفید بنایا جائے جیسے مصنوعی دانت، مصنوعی آلہ سماعت وغیرہ کہ زمانہ قدیم سے اس کا رواج ہے اور حال میں سائنسی ترقیات نے اس فن کو بہت آگے بڑھا لیا ہے۔

اور ابھی اس میں ترقی کا بہت بڑا میدان ہے اس طرح کے مصنوعی اعضاء کا استعمال بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کیا بھی ہے۔ حضرت عمرؓ صحابیؓ کی ناک جاہلیت کی ایک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی اس میں بدلو پیدا ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد، ترمذی، مسند اعظم)

دوسری صورت یہ ہے کہ حیوانات کے اعضاء سے یہ کام لیا جائے یہ بھی قدیم زمانہ سے جاری تھا اور حال کی طبی تحقیقات اور سرجری ترقیات نے اس میں نئے نئے انکشافات کیے ہیں اور اگر اہرین فن حضرات اس طرف پوری توجہ دیں تو اس معاملہ میں بہت سے نئے انکشافات اور زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب سہولیات کی بڑی امید کی جاسکتی ہے۔

تیسری صورت انسانی اعضاء سے دوسرے انسان کے علاج کی ہے۔ مثلاً ایک

بیمہ انسان کو دوسرے مردہ انسان کی آنکھیں لگا کر دینا کہ کھلیا یا ایک انسان کا گردہ پہنچا کر دینا۔ دوسرے مریض انسان کے جسم میں لگا کر اس کو تندرست کر دینے کا کرشمہ۔ کھلیا یا بلاشبہ آج کل ڈاکٹری اور سرجری کی نئی ترقیات نے اس طرح نئی طور پر اپنے کمال کا مظاہرہ کیا ہے مگر اس کے ساتھ اس کے بہت سے معزز مملو ہیں جو پوری انسانیت کے لیے بتائی کاراستیں سمجھتے ہیں کہ غریب انسان کی آنکھیں اور گردے اور دوسرے اعضاء ایک بلاکول کی طرح بازار میں بکا کریں گے جو انسانی شرافت و عکرم اور منشاء حقیقی کائنات کے بالکل مغنی ہے۔ اسی لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت "کلت تراش" کر استعمال کرنا سنگین جرم اور سخت حرام قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر دور میں اور عقائد و حکماء نے اس فیصلہ کو حلیم کیا ہے اور تمام انبیاء عظیم السلام کی مختلف شریعتوں کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے۔ سبکی دنیا جو آج کل ان چیزوں میں پیش پیش نظر آتی ہے اس کا بھی اصل مذہب یہی ہے۔

اسلام نے ایک انسان کے اعضاء کو دوسرے انسان کے لیے استعمال کرنا اس کی زخامت و اور اجازت کے ساتھ بھی جائز نہیں رکھا کیونکہ انسان کے اعضاء و اجزا انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرفات کر سکے۔ شریعت اسلام کے اصول میں تو خود کشی کرنا اپنی جان یا اعضاء و ضار کا انہ طور پر یا شتمت کسی کو ناجائز قتل طور پر حرام ہی ہے جس پر قرآن و سنت کی نصوص صریح موجود ہیں۔

انسانی اعضاء کی بیوند کھری میں ۲۹ تا ۷۷ ص ۳

آلہ کبر الصوت (۱۱۱۱) کے شرعی احکام

لہذا میں آلہ کبر الصوت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں بہت سے مفاسد **مسئلہ** ہیں اس لیے اس سے اجتناب کیا جائے اور سنت کے سیدھے سادے طریقے پر آواز کو دور تک پہنچانے کے لیے کبیرین کا نظام کیا جائے۔ لیکن اگر

کسی جگہ آگے کبر الصوت پر نماز ادا کر لی گئی تو نماز کا سد واجب الاعادہ نہیں ہے اور استعمال کرنے والوں کو تم از کم یہ لازم ہے کہ کبیرین کا پورا انتظام رکھیں کیونکہ علماء کی ایک جماعت اس کو مفید نماز قرار دیتی ہے۔ اس کے خلاف سے خروج کی فکر کرنا چاہیے۔
(آلات جدیدہ ص ۱۳)

گرمیوں کے احکام

اگرچہ گرمیوں میں مزاج اور طبعی عرصہ میں داخل میں مگر چونکہ آج **مسئلہ** کل اس آگے کا استعمال ناجائز اور حرام لہو و لب اور لگنے بجانے میں ہونے لگا ہے اس سے اگرچہ جائز کلام کا اس آگے میں سننا سنا (خارجی مرض سے قطع نظر کرتے ہوئے) جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اس لیے سد زائج کے طور پر یہ صورت بھی ناجائز قرار دی جائے گی۔

اس میں شبہ نہیں کہ بے ضرورت اس میں کوئی کلام بھرتا اور سننا **مسئلہ** ایک قسم کا لہو و لب ہے اور اگر لہو و لب کے ساتھ تشبیہ ہے اس لیے قرآن مجید کی اس میں تلاوت بھرتا یا سننا کسی وقت اور کسی حال میں جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے اور عبادت کو ذریعہ لہو و لب بنانا سخت حرام ہے۔

نیز یہ ایک قسم کی توہین ہے کلام الہی کی کہ لہو و لب کے موقع پر لہو و لب کی صورت سے اس کی تلاوت کی جائے۔ (آلات جدیدہ ص ۸۴)

ریڈیو پر تلاوت قرآن سے متعلق احکام شرعیہ

ریڈیو کی جس مجلس میں تلاوت ہوتی ہے وہ مجلس بھی لہو و لب اور لغو **مسئلہ** چیزوں سے الگ ہوتی ہے اس لیے اس پر تلاوت قرآن مجید فی حد

جائز ہے۔

ہاں تلاوت قرآن ریڈیو پر ہو یا اس سے علیحدہ کسی صورت میں، ہر حال محض تلاوت پر معاوضہ لینا حرام ہے اور معاوضہ لے کر پڑھنا بھی ناجائز اور اس کا سننا بھی درست نہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ شفاء العلیل میں پوری تفصیل کے ساتھ مع دلائل لکھ دیا ہے۔

یہاں معاوضہ کے جواز کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- (۱) اول یہ کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر بھی اوتو پھر وہ تلاوت مجرود نہ رہے گی تعلیم کی حیثیت اختیار کرے گی اس کا معاوضہ لینا جائز ہو گا۔
- (۲) دوسرے یہ کہ ریڈیو کی ملازمت اختیار کرے وہاں جانے آنے اور وقت کی پابندی وغیرہ کی محفوضہ کے طور تلاوت کو ثواب سمجھ کر کیا کرے۔

مسئلہ: ریڈیو پر تلاوت قرآن مجید سننا جائز ہے مگر سننے والوں پر لازم ہے کہ ایسی مجلس میں ریڈیو نہ کھولیں جس میں عام لوگ لہو و لہب یا شور و شغب یا اپنے کاروبار میں مشغول ہوں اور قرآن سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں ورنہ گناہگار ہوں گے۔ جب ریڈیو سے قرآن سننا ہی مقصود ہو تو آداب کے ساتھ بیٹھ کر سنیں اور ان تمام آداب کی رعایت کریں جو تلاوت قرآن کی مجلس کے لیے لازم ہے ایسا نہ کریں کہ ریڈیو کھول کر اپنے کاروبار میں لگ جائیں اور چلتے پھرتے اس کی آواز کان میں پڑتی رہے یہ آداب کے خلاف ہے۔

مسئلہ: ریڈیو یا آلہ کبیر الصوت کی آواز کو بھی اگر مصنوعی آواز مثل صوت مدی کے قرار دیا جائے تو اس کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہو گا اور اگر اس کو شکم کی اصلی آواز قرار دیا جائے تو

سجدہ تلاوت واجب ہو گا۔ اب یہ بات کہ یہ آواز اصلی ہے یا مصنوعی اس معاملہ میں سائنس جدید کے ماہرین کے اقوال خود مختلف ہیں جس کی تفصیل رسالہ کبر الصوت میں ہے اس سے سجدہ تلاوت کے باب میں احتیاط اسی میں ہے کہ سجدہ تلاوت کو واجب قرار دیا جائے۔

مسئلہ: ریڈیو پر درس قرآن یا کوئی وعظ و تقریر کرنے سے پہلے سلام کرنا سنتِ سلف کے خلاف ہے اور خصوصاً اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابلِ ترک ہے کہ حکمِ شرعی کے مطابق سلام سننے والوں پر اس کا جواب دینا واجب ہو جاتا ہے اور یہ واجبِ ادائیج ہو سکتا ہے جب جواب دینے والوں کا جواب سلام کرنے والا سنے۔ یہاں اس کا امکان نہیں اس لیے ایسے موقع پر سلام کرنا ہی عبث ہے۔

۱۔ یہ مسئلہ کہ کسی نے السلام علیکم ریڈیو پر کہہ دیا تو سننے والوں پر اس کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ تو مقتضیِ قواعد کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس واجب کی ادائیگی اس طرح ہے کہ سلام کرنے والے کو اس کا جواب معلوم ہو جائے۔ سننے والوں کی تعداد میں نہیں اس لیے وجوبِ جواب ساقط ہو جاتا ہے۔

البتہ احتیاطاً جواب سلام دے دیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ ایک کلمہ دعا کا ہے اور دعا غائبانہ بھی ہو سکتی ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(مسائلِ ناخودِ آلاتِ جدیدہ، ص ۱۰۵ تا ۱۰۶، ملاحظہ)

مصنوعی آنکھ لگوانا

مصنوعی آنکھ لگوانا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو آلاتِ جدیدہ، ص

سینما دیکھنا جائز نہیں

مسئلہ: سینما میں جب کہ تصاویر عرصہ موجود ہیں اور شنی محرم سے انتشار و فحش کھانا جائز ہونا معلوم ہے اور ہاجہ کا منظم ہونا اور بھی فحش کو بڑھا دیتا ہے اس لیے سینما دیکھنا جائز ہے۔

(آلات جدیدہ ص ۴۰)

ٹیپ ریکارڈر مشین پر تلاوت قرآن کے احکام

مسئلہ: یہ مشین اپنی وضع اور عام استعمال میں کچھ مگر اموفون سے مختلف ہے کہ مگر اموفون کا استعمال عام طور پر لو و لب اور طرب کی مجلسوں میں تفریح طبع کے لیے ہوتا ہے اس کی مشین کا یہ حال نہیں بلکہ عموماً اس کو مفید کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص اپنی بدعتی سے گائے بولنے میں بھی استعمال کر لیتا ہو تو اس کی وجہ سے اس مشین کو آلہ لو و لب میں رکھا نہیں جا سکتا اس لیے اس مشین پر تلاوت قرآن اور دوسرے مفید مضامین کا پڑھنا اور اس میں محفوظ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جب اس میں پڑھنا جائز ہے تو سننا بھی جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ ایسی مجلسوں میں نہ سنا جائے جہاں لوگ اپنے کاروبار یا دوسرے مشاغل میں لگے ہوں سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں ورنہ بجائے ثواب کے گناہ ہو گا۔

مسئلہ: ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ جو آیت سجدہ سنی جائے تو اس کے سنت سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا کیونکہ سجدہ تلاوت کے دُوب کے لیے تلاوت صحیحہ شرط ہے اور آلہ بے جان و بے شعور سے تلاوت متصور نہیں۔

مسئلہ: ظاہر ہے کہ اس کے ریکارڈز میں بھی حروف قرآنی ایسی صورت سے نہیں لکھے جاتے جس کو پڑھا جائے اس کے نقوش کو قرآن نہیں کہا جاسکتا اور اسی بناء پر اس کا بلاؤ ضوچھوٹا جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
(آیات جدیدہ، ص ۴۳۳-۴۳۴)

پائپ سسٹم کی ٹینکیوں کے پاک و ناپاک ہونے کے احکام

مسئلہ: اگر نیچے کی حوض یا اوپر کی ٹنکی میں نجاست ایسی حالت میں کروی ہے کہ اس کا پانی دونوں طرف سے جاری ہے۔ مثلاً سرکاری پانی حوض میں آ رہا ہے اور حوض کا پانی بذریعہ پائپ اوپر چڑھا یا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف پائپ کے ذریعہ غسل خانہ وغیرہ میں پانی نکالا جا رہا ہے تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک یہ حوض یا ٹنکی اس وقت منکرم آب جاری ہو جانے کی وجہ سے ناپاک ہی نہ ہوگی۔

مسئلہ: اور اگر حوض یا ٹنکی کا پانی دونوں طرف سے جاری نہ ہو، دونوں طرف یا کسی ایک طرف سے بند ہو تو اکثر فقہاء کے نزدیک یہ حوض اور ٹنکی ناپاک ہو جائے گی۔ پھر ناپاک ہونے کے بعد اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ کوئی ذی جرم ہے یعنی محسوس جسامت رکھتی ہے تو پہلے اس نجاست کو ٹنکی میں سے نکال دیا جائے پھر اس کو دونوں طرف سے جاری کر دیا جائے یعنی جس حوض یا ٹنکی میں نجاست گری ہے اس کے ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکالا جائے تو دوسری طرف سے پانی نکلے ہی یہ حوض اور ٹنکی اور ان کے پائپ سب پاک ہو جائیں گے یہ ضروری نہیں

کہ کوئی خاص مقدار پانی کی نکل جانے کے بعد پاک قرار دیا جائے البتہ بعض فقہاء کے نزدیک تین مرتبہ اور بعض کے ہاں ایک مرتبہ حوض یا ٹنکی کا پانی بھر کر نکال دینا ضروری ہے اس لیے احتیاط اس میں ہے کہ ایک طرف سے پاک پانی داخل کر کے دوسری طرف سے اتنا پانی نکال دیا جائے جتنا کہ وقوع نجاست کے وقت اس حوض یا ٹنکی میں موجود ہو 'اس کے بعد حوض' ٹنکی اور اس کے پائپ کو پاک سمجھا جائے اور اگر تھوڑا سا پانی نکل جانے کے بعد بھی استعمال کر لیا جائے تو قول درمیانہ کے موافق گنجائش ہے۔

(آلات جدیدہ ص ۱۳۵-۱۳۶)

زمین سے پانی دینے والے (ٹیوب تل) کے احکام

مسئلہ: وقوع نجاست کے وقت جس قدر پانی (ٹنک میں) ہو 'اس قدر نکال دینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ تل کے نیچے زمین میں سے پانی کی آمد ہوتی ہے تو کیا وہ ٹاپاک نہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ وہ پانی ایسا ہے کہ وہ جیسا متعارف کنوؤں میں بھی علاوہ بھرے ہوئے پانی کے اگلنے والا پانی ہوتا ہے مگر چونکہ وہ فی البر (کنویں میں) نہیں ہے اس کا اعتبار نہیں ہے اس طرح جو پانی بالفعل اس آہنی کنویں کے اندر نہ ہو گا مگر بطور آمد کے نیچے سے بذریعہ مسامات ارض کے اس کے اندر آ جاتا ہے وہ معتبر نہیں۔

البتہ اگر تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ اس تل کی جڑیں پانی مجتمع رہتا ہے تو اس کو نجس کہیں گے اور تخمینہ سے جب اس قدر نکل جائے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر اس آہنی کنویں میں ایسی نجس چیز گر جائے جو نکل نہ سکے تو اس کا نکالنا معاف ہے پھر اس میں دو صورتیں ہیں یا تو وہ ہیزوی نجاست ہے جیسے ٹاپاک ٹکڑی یا ٹاپاک کپڑا زمین نجاست ہے بیت سردار کی بونی صورت اولیٰ

میں بلا انتظار معاف ہے صرف پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا اور صورت ثانیہ میں اتنی مدت تک انتظار کریں گے کہ گلن غالب ہو کہ وہ مٹی ہو گیا اور پھر پانی نکال دیں۔

(آلات جدیدہ ص ۳۹-۴۰)

کھیلوں کے سامان کی خرید و فروخت

مسئلہ جو سامان کفر و مظل یا حرام و معصیت ہی کے کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت اور خرید و فروخت بھی حرام ہے اور جو لوہ و مکروہ میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی مکروہ ہے اور جو سامان جائز اور مستباح کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے اس کی تجارت جائز ہے۔

(معارف القرآن ج ۷ ص ۱۳)

آلات غنلو مزامیر اور اس کے احکام

مسئلہ جو آلات ناجائز اور غیر مشروع کاموں ہی کے لیے وضع کیے جائیں (بنائے جائیں) جیسے آلات قمار میں ستار و سحر کی وغیرہ اور آلات جدیدہ میں اسی قسم کے آلات لوہ و لب ان کی لیکچر بھی ناجائز ہے۔ صنعت و حرفت بھی خرید و فروخت بھی اور استعمال بھی۔

(آلات جدیدہ ص ۳۹)

مسئلہ جو گانا جنسی عورت کو ہو اس کے ساتھ ہلبہ و سارنگی وغیرہ مزامیر ہوں وہ حرام ہے اور اگر محض خوش آرازی کے ساتھ کچھ اشعار پڑھے جائیں اور پڑھنے والی عورت یا مرد نہ ہو اور اشعار کے مضامین بھی فحش

یا کسی دوسرے گناہ پر مشتمل نہ ہوں تو جائز ہے بعض صوفیائے کرام سے جو ملامت غنا منقول ہے وہ اسی قسم کے جائز غنا پر معمول ہے۔ (معارف القرآن، ج ۷ ص ۲۷)

چند ایجادات جدیدہ کے احکام

مسئلہ: جو آلات جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں ناجائز میں بھی جیسے جنگی اسلحہ کہ اسلام کی تائید و حمایت میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں مخالف میں بھی۔ مثلاً ٹیلیفون، تار، موٹر، ہوائی جہاز، ان کی ایجاد و صنعت اور تجارت جائز کاموں کی نیت سے جائز ہے اور جائز کاموں میں ان کا استعمال بھی جائز ہے۔ حرام و معصیت کی نیت سے بنایا جائے یا اس میں استعمال کیا جائے تو حرام ہے۔

(آلات جدیدہ ص ۲۹)

مسئلہ: دوسری قوموں کی بنائی ہوئی عام ضرورت کی چیزیں جیسے دیا سلاکی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں (سکوتر، بیکن، ٹرین وغیرہ) جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو گا استعمال جائز ہے۔ البتہ ایسی چیزیں جو دوسری قوموں کی محض قوی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قوی وضع کی طرح کائے سے کمان اس کے اختیار کرنے سے گناہ ہو گا کہیں کم کہیں زیادہ، البتہ جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہوں ان کا اختیار کرنا کفر ہو گا مثلاً صلیب لٹکا لینا (ٹاکی باندھنا) یا سر پر چوٹی رکھ لینا وغیرہ۔ (حیوان المسلمین ص ۹۸)

تصاویر کے شرعی احام

مسئلہ: جیسے فلم سے تصویر کھینچنا جائز ہے ایسے ہی تو نوے سے تصویر بنانا یا پر لیس پر چھاپنا یا سانچہ اور مشین وغیرہ میں (حالانکہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ: بعض ممالک بعیدہ کے سفر کے لیے عام حکومتوں کی طرف سے مسافر کو مجبور کیا جاتا ہے کہ پاسپورٹ حاصل کرے اور اپنا نوٹو کھنچو اٹالے۔ اگر یہ سفر کسی شرعی ضرورت کے لیے یا معاش کی شدید ضرورت کے لیے ہو تو بوجہ اضطراب کے نوٹو کھنچو اٹا جائز ہے۔

(التصویر الاحکام تصویر، ص ۷۰)

مسئلہ: جو تصویریں اس قدر چھوٹی ہوں کہ اگر وہ زمین پر رکھی ہوں اور کوئی متوسط بینائی والا آدمی کھڑا ہو کر دیکھے تو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے ایسی تصویر کا گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ اگرچہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے۔ (التصویر الاحکام تصویر، ص ۷۱) جو تصاویر کسی ایسی جگہ میں بنی ہوئی ہیں کہ وہ عاودۃً پامال اور ذلیل و حقیر سمجھی جاتی ہیں مثلاً پامال فرش یا بسترہ میں یا بیٹھنے کے گدے تکبے و کرسی وغیرہ میں یا جو آگے تلے میں یا برتنوں کے نیچے تلی میں ہو تو ان کا گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ اگرچہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے۔

(رسالہ مذکور، ص ۷۲)

مسئلہ: لیکن جو فرش محل اہانت میں نہ ہو مثلاً مسلطی وغیرہ تو اس میں تصویر رکھنا جائز نہیں۔

(رسالہ مذکور، ص ۷۲)

مسئلہ: اسی طرح اگر مصور تکبے بڑے بڑے ہوں جن پر بنی ہوئی تصویر کھڑی نظر آئے ان کا استعمال بھی ناجائز ہے۔

(رسالہ مذکور، ص ۷۳)

مسئلہ: برتنوں میں جو تصویریں تلے کے سوا کسی جگہ ہوں وہ پامال و محسن کے حکم میں نہیں اس لیے اگر وہ بڑی تصویریں ہوں تو ان برتنوں کا استعمال بھی جائز نہیں۔

(رسالہ مذکور ص ۷۳)

مسئلہ: بچوں کی گڑیاں اور چھوٹے کھلونے اگر مصور ہوں تو ان کی خرید و فروخت اور بچوں کا کھیلنا ان سے جائز ہے۔

(ایضاً ص ۷۳)

مسئلہ: منی کی تصویریں یا ایسی صورتیں جو باقی رہنے والی نہیں اسی طرح منہائی یا دوسری کھانے کی چیزیں اگر بشکل تصویر بنائی گئی ہوں تو ان کا استعمال اور خرید و فروخت ناجائز ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ: اور عمود محمدیہ میں ہے کہ بچوں کو اس کی اجازت نہ دینی چاہیے کہ وہ کھانے کی چیزیں بشکل تصویر بنائیں یا مختلف رنگ کے مصور نقشے خریدیں بلکہ حق تعالیٰ جس کو وسعت عطا فرمائیں اس کے لیے مناسب ہے کہ منہائی وغیرہ کے جو کھلونے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں ان کو خرید کر توز دے اور لوگوں کو کھلا دے۔

(بلوغ النہد والرام ص ۲۲)

مسئلہ: تصویریں اگر کسی غلاف یا تھیلی وغیرہ میں پوشیدہ ہوں یا کسی ڈبہ وغیرہ میں بند ہوں تو اس تھیلی یا ڈبہ وغیرہ کا گھر میں رکھنا جائز ہے اور ملائکہ رحمت کے دخول سے مانع نہیں اگرچہ بتانا اور خریدنا ان کا بھی جائز ہے۔

(حوالہ مذکور ص ۷۵)

مسئلہ: جس شخص کے بدن پر کوئی تصویر مگدی ہو مگر کپڑوں میں مستور ہو اس کی امامت جائز ہے۔ (شامی) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر

تصویریں کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار کے اوراق میں مستور ہوں تو ان کا گھر میں رکھنا بھی جائز ہے کیونکہ پوشیدہ تصاویر بھی پھوٹی تصاویر کے حکم میں ہیں۔

(حوالہ نمبر ۷۷ ص ۷۷)

مسئلہ: جاندار کی تصویر بنانے اور فوٹو لینے کی اجرت دینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں۔ (ص ۷۷)

مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس پر بس میں جاندار چیزوں کی تصاویر چھپی ہوں اس کی ملازمت بھی طہارت کے کام میں جائز نہیں البتہ صاحب میال اور طہارت مندا دی کے لیے مناسب یہ ہے کہ پہلے جائز ملازمت کی تلاش کرے جب مل جائے اس وقت اس ملازمت کو ترک کرے۔ (ص ۷۷)

مسئلہ: اگر کسی نے تصویر بنوائی تو شرعاً اس کی اجرت دینا اس کے ذمہ واجب نہیں ہاں رنگ و فیروزہ معصوم نے خرچ کیا اس کی قیمت دی جائے گی۔

مسئلہ: سرکئی ہوئی ناقص تصویریں یا ناقص گزیاں بنانے کی اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں۔ (ایضاً ص ۷۷)

مسئلہ: بیع و شراء میں اگر تصاویر خود مقصود نہ ہوں بلکہ دوسری چیزوں کے تابع ہو کر آجائیں جیسے اگر کپڑوں میں سورتیں لگی ہوتی ہیں یا ربڑوں اور دوسری مصنوعات (مثلاً چمڑی، دھاتائی، دواؤں کے ابے اور بوتلیں وغیرہ) لگادینے لگے (ص ۷۷) جدیدہ میں اس کا درج عام ہے تو اس کی خرید و فروخت جہلاً ناجائز ہے۔ (حوالہ نمبر ۷۷ ص ۷۷)

مسئلہ: لیکن جب کہ خود تصاویر ہی کی بیع و شراء مقصود ہو تو خریدنا اور فروخت کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

مسئلہ: جن تصاویر کا بنانا اور گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ ان کا ارادہ اور قصد کے ساتھ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ البتہ جمعاً بلا قصد تفریح جائیں تو مضائقہ نہیں جیسے کوئی اخبار یا کتاب منور ہے مقصود اس کا مضمون دیکھنا ہے یا ارادہ تصویر پر بھی رائے آجاتی ہے اس کا مضائقہ نہیں۔

(حوالہ مذکور ص ۷۷)

مسئلہ: عام طور پر حضرات صحابہ سے منقول ہے کہ جب وہ کسی ایسے گھر میں پہنچے جس میں تصاویر ہوں تو جس میں تصاویر ہوں تو اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ واپس چلے آئے۔ اس لیے مذہب جمہور فقہاء و مجتہدین کا اس بارے میں یہ ہے کہ ایسے مکان اور خیمہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز نہیں۔ جس میں تصویر ممنوعہ موجود ہوں۔ (ایضاً ص ۷۷)

مسئلہ: تصویر والے مکان میں اگر کوئی مریض ہو اس کی عیادت کرنے کے لیے بھی بغیر ضرورت کے وہاں جانا جائز نہیں لیکن ضرورت شدیدہ بہر حال مستثنا ہے مثلاً کسی تصویر والے مکان میں جانا کسی صحت یا معاذ کی ضرورت کے لیے ضروری ہے اور اس پر قدرت نہیں کہ وہاں سے تصویر ہٹا دے تو ایسے وقت منور مکان میں داخل ہونا جائز ہے اور بقدر ضرورت میٹھنا جائز ہے۔

(حوالہ مذکور ص ۷۷)

مسئلہ: جس مکان میں ممنوعہ تصویریں لگی ہوئی ہوں یا منعلق ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(حوالہ مذکور ص ۸۰)

مسئلہ: اگر کسی شخص کے مکان میں تصاویر ممنوعہ موجود ہوں تو ہر مسلمان کو اجازت ہے کہ وہ ان تصاویر کو ہٹا دے یا خراب کر دے بلکہ اگر

قدرت یعنی کسی جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

(حوالہ مذکور ص ۸۰)

مسئلہ۔ روپیہ پیسہ اور ٹکٹوں پر جو تصویر بنی ہوئی رائج ہے اول تو ان میں بھوری ٹائیاں دبست چھوئی ہیں اس لیے ان کے استعمال کا مضائقہ نہیں گناہ نہیں۔

(گناہ بے لذت ص ۵۰)

دور حاضر کے جدید لباس کے احکام

حدیث میں ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک مردوں کا ستر ہے۔ (حاکم)
 آج کل نئے فیشنوں نے نہ صرف مردوں کو بلکہ عورتوں کو بھی نیم برستہ کر دیا ہے۔ مردوں نے انگریزی ٹیگڈ کاٹام ٹیئر رکھ کر پینٹا شروع کر دیا۔ آدھی رانوں تک کھلے ہوئے ماں بیٹیوں کے سامنے پھرنے میں کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس میں ہمارے مالک کی ناراضی اور گناہ کبیرہ ہے۔ عورتوں کے ایسے لباس اختیار کر لیے کہ اول تو ان میں بہت سے اعضاء ستر گردن، بازو، سینہ تک کھلا رہتا ہے اور جو اعضا چھپے ہوئے بھی ہیں ان پر لباس ایسا چست پہنا جاتا ہے کہ بدن کی ہیئت نظر آتی ہے وہ بھی کھولنے کے حکم میں ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا فرض جو مسلمان پر عاید ہوتا ہے وہ ستر چھپانا ہے جو صرف نماز میں نہیں بلکہ عام حالات میں یہاں تک کہ تنہائی و خلوت میں باشتہا مواضع ضرورت ضروری ہے مگر کچھ لوگوں نے مغربی فیشن کی رو میں بہہ کر اس فرض کو نظر انداز کر دیا اور کچھ لوگ جو مزدور پیشہ ذرا محنت پیشہ ہیں انہوں نے دھوٹی وغیرہ کی رسم اختیار کر لی جس میں ستر کھل جاتا ہے اور یہ سب کبیرہ گناہوں کا ذخیرہ محض ہے قائمہ ہے کہ دنیا کی کوئی عادت اور ضرورت اور لذت اس پر موقوف نہیں۔

واللہ یہدی من یشاء الی سوا السبیل (گناہ بے لذت ص ۳۶)

جدید اسلحہ جنگ اور جہاد کے احکام

مسئلہ: جہاد کے لیے اسلحہ اور حرب سامان کی تیاری فرض ہے اس لیے آج کے مسلمانوں کو بھرپور استطاعت ایٹمی قوت، ٹینک، لڑاکا ہیلکوپٹر، آپ دوز، کشتیاں، بم اور راکٹ جمع کرنا چاہیے اور اس کے لیے جس علم و فن کو سیکھنے کی ضرورت پڑے وہ سب اگر اس نیت سے ہو کہ اس کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دفاع اور کفار کے مقابلہ کا کام لیا جائے گا تو وہ بھی جہاد کے حکم میں ہے۔

(تفسیر معارف القرآن، ج ۳، ص ۴۷۲)

ریجنر پولیس کو بشارت: حضرت سل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن کاربلا یعنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا کام ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم) اس میں ریجنر پولیس کے لیے کتنی عظیم بشارت ہے جبکہ ان کی نیت و بلا یعنی اسلامی سرحدوں کو دشمن دین سے محفوظ رکھنے کی ہولور اس نیت کے ساتھ ان کو جو تحفہ ملتی ہے وہ بھی اس ثواب سے ان کو محروم نہ کرے گی۔

(فضائل جلد ۱، ص ۳۹)

بحری فوج کے لیے عظیم سعادت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات سمندر کے کنارے پر پہرہ دے تو اس کا یہ عمل اپنے گھر میں ایک ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے۔ (فضائل جلد ۱، ص ۳۹) بحری فوج کے لیے کتنی عظیم سعادت ہے۔ (اصلاحی نصاب)

حکومت کے فنڈ میں چندہ دینے کی تفسیل: حضرت خالد بن ولید

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غازی کو جلا کا سالانہ دیا اس نے بھی جلا کیا اور جو شخص کسی نمازی کے گھر والوں کی خبر گیری اور نگرانی میں لگا رہا اس نے بھی جلا کیا۔ (بخاری و مسلم) حکومت نے دفاعی فنڈ کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا طمینان ہو تو اس میں چند و بنا صحیح بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ (املائی نصاب ص ۱۲۰)

شہری و قلع کی خدمت بھی جلا ہے: جلا صرف محاذ جنگ پر جا کر لڑنے کا کام نہیں جو لوگ اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے گھروں کی حفاظت کے قصد سے شہر میں رہ جائیں وہ بھی مجاہد ہیں کیونکہ محاذ پر لڑنے والے سپاہیوں کی وہ امداد کر رہے ہیں کہ ان کے اہل و عیال اور گھریلو کی حفاظت کر کے ان کو بے فکر کر دیا۔ ہمارے ملک میں شہری دفاع کی خدمت انجام دینے والے جو بھی خدمت انجام دیتے ہیں وہ بھی اللہ کے نزدیک مجاہدین کے حکم میں ہیں۔ (نفاذ جلا ص ۳۵ تا ۳۶)

بینک اور سود

مسئلہ: آیات تفصیل کے لیے حضرت تیس سرہ کی کتاب مسئلہ سود میں ملاحظہ فرمائیں قرآنی میں سود وہ باقی شدید ممانعت اور اس پر سخت عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ اس لیے اسے بچنے کی فکر ہونا چاہیے اور گناہ ہونے کا احساس باقی رہے اور کم از کم یہ صورت نہ رہے کہ اس حرام کو حلال بنا کر ذی گناہ کے دو گناہ بنالیں جبکہ آج کل بینک کے سود کو منافع یا انٹرس کا نام دے کر حلال سمجھا جاتا ہے۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۶۸۰)

باقی رہا یہ سوال کہ بینک (اس ماہر کو بینکوں کے متعلق استدلالی کا ایک قطعہ یاد آگیا اور بطور حلیہ پیش خدمت ہے۔)

تا تھا اہل مذہب سے بنگوں کے یہ بارے میں نہ رہتا ان کو سود اچھا نہ لیتا ان سے سود اچھا مگر کل ایک مذہب کہہ رہا تھا کیف ملان میں ترقی صنعتوں کے بارے میں بنگوں کا وجود اچھا بغیر سود کے چل نہیں سکتے یہ خیال قطعاً صحیح نہیں رہا سود کے بغیر بھی بینک سسٹم اسی طرح قائم رہ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بہتر اور نفع و منفید صورت میں بھی آسکتا ہے سیدی حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے بلا سود بینکاری کے نام سے ایک جامع رسالہ تحریر فرمایا تھا جسے بینکاری کے بعض ماہرین نے بھی قابل عمل تسلیم کر لیا تھا اگر ان اصول و قواعد کی روشنی میں بینک سسٹم شرعی اصول پر آئیں تو زیادہ کچھ لے گی کہ اس میں پوری قوم و ملت کی کس طرح فلاح و بہبود ہے انشاء اللہ۔

بندوق کی گولی سے شکار کے مسائل

بندوق کی گولی سے کوئی جانور زخمی ہو کر قبل ذبح مر جائے تو وہ ایسا ہے **مسئلہ** جیسے پتھر یا لاٹھی مارنے سے مر جائے جس کو قرآن کریم میں موقوفہ کہا گیا ہے اور حرام قرار دیا ہے۔ ہاں مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر لیا جائے تو حلال ہو جائے گا۔ (تفسیر معارف القرآن، ج ۱، ص ۲۱۷)

آج کل بندوق کی ایک گولی تو کہہ کر بنائی گئی ہے اس کے متعلق بعض **مسئلہ** علماء کا خیال ہے کہ تیر کے حکم میں ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک یہ بھی حیر کی طرح آل جارح نہیں بلکہ خار قد ہے جس سے بارود کی طاقت کے ذریعہ گوشت پھٹ جاتا ہے وہ نہ خود اس میں کوئی طاقت نہیں اس لیے ایسی گولی کا شکار بھی بغیر ذبح کے جائز نہیں۔ (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۱۸)

انگریزی دواؤں کا استعمال

مسئلہ: بعض علماء نے فرمایا ہے دوا و علاج کے لیے حرام چیزوں کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ اس دوا کے استعمال سے شفا ہو جانا عاودۃً یعنی ہو اور کوئی حلال دوا اس کا بدل نہ ہو سکے جبکہ پیاسے کے لیے شراب کا گھونٹ پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری) تفصیل مذکور سے ان تمام انگریزی دواؤں کا حکم معلوم ہو گیا جو روپ و غیرہ سے آتی ہیں جن میں شراب وغیرہ نجس اشیاء کا ہونا معلوم یعنی ہو اور جن دواؤں میں حرام و نجس اجزاء کا وجود مشکوک ہو ان کے استعمال میں اور زیادہ گنجائش ہے اور احتیاط بہر حال احتیاط ہے۔ خصوصاً جبکہ کوئی شدید ضرورت بھگوانہ ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۲۷)

حقہ پینے کا حکم

یہ ایک دوا ہے جو حکم اور دواؤں کا ہے اس کا ہے یعنی جائز بلکہ اہم حکم اس میں بدبو ہے سو مسجد میں جانے کے وقت منہ صاف کر لے۔ (جہاں حکیم الامت، ص ۲)

(۲۷۸)

ضبط ولادت کی شرعی حیثیت

ضبط ولادات کا اگر کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے خواہ مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے کسی دوا یا انجکشن کے ذریعہ یا آپریشن اور خارجی تدابیر سے توئی ایسا طریقہ اختیار کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔

ہاں منع حمل کی صورتیں خواہ وہ عزن وغیرہ کی صورت میں ہو لیا یا کسی دوا اور انجکشن یا خارجی تدابیر کے ذریعہ مخصص حالات کو دیکھ کر خاص خاص ضرورتوں کے ماتحت وقتی طور پر بندر ضرورت ان کا استعمال کر لینے کی گنجائش ہے اور وہ بھی اس وقت جبکہ اس کا عمل کا مقصد کوئی ناجائز نہ ہو لیکن اس کو قومی اور اجتماعی شکل دینا شریعت و سنت کا مقابلہ ہے کہ اس کو قوم و ملت کے لیے نہ صرف جائز بلکہ زریعہ فلاح و ترقی قرار دینا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم و ملک کے لیے معضراکم از کم ناپسندیدہ بتلایا ہو ہرگز جائز نہیں خصوصاً جبکہ اس کی بنیاد فقر و افلاس کے خوف یا اقتصادی بد حالی کے فطرو پر رکھی جائے جس کو رب العالمین نے خالص نظام ربوبیت کے تحت اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اور کسی کی مداخلت کو اس میں جائز نہیں رکھا عرب کے جاہل جو فقر و افلاس کے خوف سے اپنی اولاد قتل کر دیتے تھے ان کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے قرآن کریم نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کا نہ صل ہی ہے کہ تمہارا یہ فعل نظام ربوبیت میں مداخلت کا مترادف ہے تمام مخلوق کے رزق کی ذمہ داری رب العالمین نے نہایت واضح النظم میں اپنے ذمہ دینی ہے۔ وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها یعلم مستقرها ومستودعها پادۃ یعنی زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو وہ ان سب کے ٹھکانے کو جانتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ وہ جتنی جانیں اس عالم میں پیدا فرماتے ہیں ان کے رزق یعنی ضروریات زندگی کی کفالت وہ خود فرماتے ہیں اور اس شان سے فرماتے ہیں کہ مقرر کردہ راشن ڈپو پر جانے اور وہاں سے رزق نہ حاصل کرنے کی محنت بھی ہر مخلوق کے ذمہ نہیں ڈالی بلکہ یہ بھی ان کے ذمہ نہیں کیا گیا کہ جب وہ کسی دوسری جگہ قتل ہوں تو درخواست دے کر اپنا راشن وہاں قتل کرائیں بلکہ فرمایا یعلم مستقرها و مستودعها یعنی رب العالمین ہر جاندار کی مستقل قیام جگہ اور مارضی قیام جگہ کو

جانتا ہے وہیں اس کو رزق رہتا ہے (ضبط ولادت عقلی و شرعی حیثیت) مزید تفصیل کے لیے اصلی رسالہ کا مطالعہ کریں۔

حکومت کا غذائی کنٹرول

جب کسی ملک میں اقتصادی حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اگر حکومت نظم قائم نہ کرے تو بہت سے لوگ اپنی ضروریات زندگی سے محروم رہ جائیں تو حکومت ایسی چیزوں کو اپنے نظم اور کنٹرول میں لے سکتی ہے اور غلہ کی مناسب قیمت مقرر کر سکتی ہے۔ حضرات فقہاء امت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (معارف القرآن، ج ۵، ص ۸۷)

پارٹیوں اور دعووتوں میں کھانے کے بعد باہمی باتیں کرنے کا مسئلہ

جہاں حالات اور علوات سے یہ معلوم ہو کہ کھانے کے بعد مہمانوں کا دیر تک باہمی باتوں میں مشغول رہنا بیہین کے لیے باعث کلفت نہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہو گا جیسے کہ آج کل پارٹیوں اور دعووتوں میں رواج ہو گیا ہے۔ دلیل اس کی آیت کا اگلا جملہ ہے جس میں ارشاد ہے۔

ان ذالکم کان یوذی النبی (الایہ)

(معارف القرآن)



جدید مسائل شرعی احکام

ہماری شب روز کی زندگی کے وہ اہم مسائل جو ہمیں اکثر و بیشتر پیش آتے رہتے ہیں۔ ان کے نہ جاننے کی صورت میں گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے ہر شخص کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔

ترانہ ادات و طوائف و شیعہ و زانیہ
ترانہ اقبال و قریشی و دکنی



فاسٹ

اسٹین پبلشرز بیرون تبلیغی مرکز رملے و منڈ خلیع لاہور

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷	زندہ نسل یا پیر کے احکام	۳	تقریباً حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ
۲۸	ایک مرتبہ و ذوقی یا خدمت میں آکر ہاں کرنا	۵	تعب و ادب
۳۰	اعضا اور اس کی بیماریوں کا علاج	۷	ریل میں سفر کرنے کے احکام
۳۱	آؤ بکبر صورت کے شرعی احکام	۸	بکھری سفر کے احکام
۳۲	گرا سر وں کے احکام	۹	جوانی جہاز کے احکام
۳۱	ریزہ و ملاوت قرآن سے متعلق احکام شرعیہ	۱۰	رویت حلال کے احکام
۳۲	سینہ و جگر کے احکام	۱۱	باز و بندش، فدیہ و زکوٰۃ اور اس کے مسائل
۳۳	سینہ و کھانا پانی	۱۸	فیضین اور اس کے احکام و مسائل
۳۳	شیبہ و بکری و شیعین ملاوت قرآن اہل کا حکم	۱۹	دوست شیشی اور زور و غیرہ کی استیذان کا حکم
۳۵	پانی و شیشیوں کے پانی پانی ہر ایک حکم	۱۹	انباری سے
۳۶	غیر بکری کے احکام	۲۱	مختلف مالیت سے بندہوں کی غریب و فاقہ
۳۷	کھیلوں کے سامان کی خرید و فروخت	۲۱	بکری سے مختلف کھیل
۳۷	آلات و آلات و اس کے احکام	۲۱	سے
۳۸	چند ایجابات جدیدہ کے احکام	۲۱	چنگاں بازی اور کبوتر بازی
۳۹	تھانہ کے شرعی احکام	۲۲	فناشنوں کے اجماعی حکم
۴۲	دو یا تھانہ کے جدید لباس کے شرعی احکام	۲۲	شیشی و زید کے احکام
۴۳	جدید اسلامی رنگ و ربا و	۲۲	دوست اور زور و اسیدہ و اس کی شرعی حیثیت
۴۵	بیک و اور سو	۲۳	نصاب زکوٰۃ
۴۶	بندہ کی گولی سے شکار کے مسائل	۲۵	زورہ میں ہنگامہ کش کر کے کا حکم
۴۶	انگریزی دواؤں کا استعمال	۲۵	اسیرت کے احکام
۴۷	حقہ پینے کا حکم	۲۷	آؤ بکری و کھیمہ کی غص
۴۷	ضابطہ ملاوت کی شرعی حیثیت	۲۷	شیشی و زید کے احکام
۴۸	حکومت کا خدائی کنٹرول		
۴۸	پانیوں اور دواؤں میں کھالے کے بعد باتیں	۲۶	{ مرید کی رویت سار و بیکلیٹ } { و شہادت کا ذہ }

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبِ مہتمم دارالعلوم کراچی

نمودہ تفصیلی سلسلے رسول اکرم

احقر نے براہِ مکرّم جناب محمد اقبال قریشی صاحب کا رسالہ "ہدیہ مسائل کے شرعی احکام" اقل سے اکثر تک بندر مطالعہ کیا، و در حاضر کے ہدیہ مسائل کے متعلق شرعی احکام جو والد ماجد نے اپنی بہت سی تصانیف میں متفرق مقامات پر تحریر فرمائے تھے قریشی صاحب نے ان میں سے ضروری مسائل کو منتخب کر کے نہایت احتیاط و جانفشانی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس رسالہ میں جمع کر دیے ہیں۔

اس کام میں یہ ضروری احتیاط دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ سب مسائل والد ماجد ہی کے الفاظ میں بعینہ نقل کئے ہیں جہاں کسی توضیح و تشریح کی ضرورت دیکھی اسے تو میں یا حاشیہ پر مختار کر کے تحریر کیا ہے۔ احقر نے اس سلسلے کے متعدد مسائل کی عبادتیں والد ماجد کی تصانیف میں کمال کر دیکھیں کہ کسی لفظ میں ادنیٰ رد و بدل بھی نہیں ملایا۔ اس رسالہ کی ایسی خوبی ہے جس نے اس کے اقتدا و ادراک و امتین میں بھرپور اضافہ کیا ہے۔

مؤلف محترم نے یہ رسالہ ترتیب دے کر کم فرصت قارئین پر بڑا احسان کیلئے کہ ان مسائل کے لئے اب بہت سی تصانیف کی رونق گروانی کی بجائے یہ مختصر رسالہ اشاعت کا کافی حوصلہ گاہ یہ مسائل جو درحقیقت اقتباسات ہیں والدہ ماجدہ کی جن کتابوں سے یہ لئے گئے ہیں ان کے حوالے بھی ساتھ درج ہیں تاکہ جن حضرات کو زیادہ تفصیل اور دلائل مطلوب ہوں وہ اصل کتابوں کی طرف مراجعت کر سکیں۔
اللہ تعالیٰ اس رسالے کو نافع اور مقبول بنائے اور مؤلف محترم کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

بند محمد رفیع عثمانی غفر اللہ عنہ

خادم دارالعلوم کراچی

مناذ کی کتاب رتبہ الیقین تاسی

مکتب مستند اور مدخل الاستاذ جامعہ الشرفیہ لاہور۔

مسفران کاؤں کی طرح ہماری دوسری کتاب نماز سے متعلق ہے۔ پاکٹ سائز میں اس قدر مختصر کتاب میں اتنی زیادہ چیزیں شامل آپ کو کہیں انٹرویو نہ لیں کتاب درج ذیل پر مشتمل ہے۔

- ۱۔ تمام نمازوں کے مسائل و طریقے۔ ۲۔ سورۃ یسین اسجدہ واقعد اور سورۃ ناکہ میری پاروں بڑی اور اہم سورۃیں۔ ۳۔ خطبات جمعہ و عیدین۔ ۴۔ دعائی اوقات نماز کی جہت سے۔ ۵۔ خطبہ نکاح۔ ۶۔ خطبہ سی و عمرہ کی تکمیل۔ ۷۔ کھانے پینے کے آداب۔ ۸۔ سونے کے آداب۔ ۹۔ حضرت جی مولانا محمد رفیع کی چ باتیں۔ ۱۰۔ چند اہم مواقع کی ضروری مستند دعائیں۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

براہ راست منگوانے کا پتہ براہ کرم بذریعہ فط پانچنی سے کم نہ منگوائیں۔

لئے کا پتہ

مکتبہ دینیات ہلال پارک باغیانچورہ لاہور

تعارف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلِيَائِهِمْ أَجْمَعِينَ هـ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ كَثِيرًا
كَثِيرًا كَثِيرًا . آمَنَّا بِعَدَدِ

حق سبحانہ و تعالیٰ نے منقہ اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی و مرشدی
مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ کو فقہ میں مہارت تاسر اور
خاص مناسبت عطا فرمائی تھی کہ جس مقام اور جگہ پر تشریف فرما ہو سکے وہی دارالافتاء
بن جائے۔ ج

جس بزم میں گئے اسے مینا نہ کر دیا
پھر تازہ نیست دیگر شعبہ ہائے دین میں باہم اور فقہ میں بالخصوص اپنی خدمات
جلیلہ سزا سزا میں پھر امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے اپنی تصانیف کثیرہ میں وقتی
فروضات کے بارے میں احکام شرعی کی تحقیق و تفحص بیان فرمائیں جن کا اللہ تعالیٰ
نے انہیں خاص موقع اور جگہ عطا فرمایا تھا۔

لے ایں سعادت بزور بازو نیست
مانہ بخشد خداے بخشندہ

بلکہ نئے پیش آمدہ وقتی مسائل کی تحقیقات کے لیے کراچی کے امیرین اہل
فادائی کی مجلس مشاورت بھی قائم فرمائی تھی۔ جس کے بعد دود حاضر کے پیش آمدہ

مسائل پیشکش متعدد مسائل تحریر فرماتے۔

احقر نے ان سب رسائل اور حضرت قدس سرہ کی دیگر تصانیف سے دور
ماضی کی ضروریات کے مسائل حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی عبارت میں یکجا جمع
کر دیتے ہیں اور اس کا ثواب بھی حضرت قدس سرہ کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔
انہیں کی نظر کر دل تسخّہ یہ لگدستہ یہ ہیں جن کے گلستان سے کی ہے گونہی
حق تعالیٰ شانہ، حضرت مفتی صاحب کے طفیل اسے قبول فرمائیں اور اسے
مقبول عام فرمائیں۔ اس طرح السحر لشر عوام کو متعدد دور حاضر کے مسائل اس سالہ
میں لیا جاتے گئے حضرت محققین اصل رسالہ میں دلائل ملاحظہ فرما سکتے ہیں گویا کم فرست
اجاب کے لیے یہ ایک گراں قدر تحفہ ہے جو صاحب اس سے نفع اٹھائیں وہ
اس خاکسار کے لیے بھی خیر محضی دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اسے مرضیات پر
چلنے اور نامرضیات سے بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین

اور زندگی کی بقیہ ساعات کو ترفیقِ زیادت سے غفلت کی تلافی فرمائیں۔ آمین
فقط آپ کی دعاؤں کا از حد محتاج
بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ

نوائین اسلام کے لیے ہماری چند اہم مطبوعات

مرد قول کی نماز جس میں مردوں کے نماز پڑھنے کی طریقت اور جملہ مسائل خاص کر

کھتے گئے ہیں۔ **سبیلِ نبوی کے محقق** جو محقق کو نماز کے تمام لمبے بہت

سے جگہ دل کو غور کر سکتے ہیں **نوائین اسلام کی ہادی** ہماری عوامین کی

بلندی کے قصبے میں کام کرنا ضروری ہے تاکہ ہماری نوائین اسلام کا ہر ایک

مکتبہ دینیات بھال پارک، پانچاب پورہ لاہور

ریل میں سفر کرنے کے احکام

مسئلہ ریل میں بلاخبر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ قیام فرض ہے۔
بلاخبر شریعت کے برخلاف پڑھنے سے نماز فرض ادا نہ ہوگی۔

(شرح مفید واد الفتاویٰ ج ۱ صفحہ ۲۱۵)

البتہ اگر کوئی شخص کسی مرض یا کمزوری کے سبب ریل کی حرکت میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا کہ گریبلے کا خطرہ ہے اس کے لیے بیٹھ کر نماز جائز ہے جیسے زمین پر نماز پڑھنے کا حکم ہے کہ جو قیام پر قدرت نہیں کھڑا بیٹھ کر پڑھے لیکن تجویز شاید ہے کہ عام حالات میں عام لوگ چلتی ہوئی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر بہت سے لوگ ناواقفیت سے بلاخبر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ادا نہیں ہوتی اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ اگر کھڑے ہونے پر قدرت تو ہے مگر ریل میں اتنی جگہ نہیں کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکے تو مناسب یہ ہے کہ اس وقت توجیہ کر نماز ادا کر لے مگر بعد میں اس کو قصاً کرنا پڑے گا کیونکہ تلخی کی وجہ سے فرض قیام ساقط نہیں ہوتا۔

(بحر الرائق)

مسئلہ عام حالات کی طرح ریل میں بھی استقبال کعبہ (قبلہ کی طرف منہ کرنا) ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ اگر درمیان نماز کے ریل کا رخ بدل جائے کاظم ہو جائے تو نماز ہی

لے اخذ رفیق سفر ص ۱۱۲

کر چاہیے کہ اسی حالت میں اپنا رخ قبلہ کی طرف پھیر لے۔

مسئلہ ریل والوں کی طرف سے جس قدر اسباب بلا محصول لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ لے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ رشوت دینے کو مسلمان کا مصلحت کم لکھوانا جائز نہیں اس صورت سے آپ سے دو گنا ہوئے ایک رشوت دینے کا دوسرا بلا محصول اسباب لے جانے کا۔

مسئلہ اگر کبھی اتفاق سے بلا کلٹ سوار ہو گئے یا کسی ضرورت سے بلا محصول قاعدہ سے زیادہ اسباب لے گئے اور اب شرمندگی پہنچی ہے اور ریل والوں کا حق ادا کرنے کو جی چاہتا ہے تو اسان ترکیب یہ ہے آپ نے ریل والوں کا جس قدر نقصان کیا ہے اسی قیمت کا ٹھٹھ لے کر چاک کر ڈالو اس سے نفع نہ اٹھاؤ۔

دیکھتے ریل والوں کے پاس ان کا حق پہنچ گیا۔

مسئلہ قتل اور غزوہ کے ساتھ اجرت ملے کر کے اسباب نہ رکھنا چاہیے ورنہ اس مقام کی معروف ضروری دینا چاہیے۔

بھری سفر کے احکام

مسئلہ تنگلی میں تین دن کا سفر شرعی اعتبار سے اقامتیں میں کا سفر سمجھا جاتا ہے لیکن دریا اور پہاڑ کے سفر میں یہ مسافت معتبر نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ متوسط درجہ کی کشتی تین دن میں کتنی مسافت لے کر آتی ہے وہی مسافت قصر ہوگی۔ اگرچہ بڑا اونٹانی جہاز اس کو ایک ہی گھنٹہ میں لے کر لے۔ اسی طرح پہاڑ کی

لے گا خود ریش سفر مٹا ، مٹا

چڑھائی میں متوسط طاقت والا آدمی تین دن میں جتنی مسافت طے کر سکتا ہے وہی مسافت شہری ہنگامہ نماز کا تقاضا ہے۔ اگرچہ ہوائی جہاز یا کوئی دوسری سواری میں وہ ایک گھنٹہ میں طے ہو سکے۔

مسئلہ ایک سفر میں کشتی یا جہاز پر امام اعظم کے نزدیک بغیر عذر کے جہی نماز فرض بیچ کر پڑھنے کی اجازت ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا سب کے نزدیک انقضائے ہے۔ (شرح ضمیمہ ص ۱۸۷)

مسئلہ کشتی یا جہاز لنگر ڈالے ہوئے کھڑا ہے تو اس میں بلا عذر کے بیٹھ کر نماز جائز نہیں۔

مسئلہ کشتی اور جہاز میں جہی استقبال قبلہ شرط ہے قبلہ کی شناخت دریا میں چاند سورج اور دوسرے ستاروں سے بھی ہو سکتی ہے اور قطب نامہ سے بھی۔

مسئلہ جس شخص کو جہاز یا کشتی میں سہلی اور پیکر آتے ہوں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے پر اپنی قدرت نہ رہے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

ہوائی جہاز کے احکام

مسئلہ جب تک ہوائی جہاز زمین پر کھڑا ہے یا زمین پر چل رہا ہے اس وقت تک تو وہ ریل کے حکم میں ہے اس پر نماز یا اتفاق جائز ہے۔ لیکن جب وہ پرواز کر رہا ہو تو اس حالت میں جہی عذر کی وجہ سے نماز جائز ہے۔ اس لیے اگر یہ اندیشہ ہو کہ جہاز کے نرمل پر پہنچنے تک نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو نماز ہوائی جہاز میں جائز ہے۔

لے ماخوذ رفیق سفر ص ۱۸۷

مسئلہ اگر کھڑے ہو کر جوائی جہاز میں نماز پڑھ سکتا ہے تو کھڑے ہو کر ادا کرے
ورنہ بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ہوائی جہاز میں اکثر تو وضو کے لیے پانی مل جاتا ہے اور اگر پانی نہ ملے تو تیسیم جائز ہے بشرطیکہ منزل پر اترے کہہ نماز کا وقت فوت ہو جانے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ جس شخص کو ہوائی سفر قبول ہو اور یہ خطرہ ہو کہ بعض اوقات اپنی زندگی کی وجہ سے تیسرے کی ضرورت پڑے گی اس کو چاہیے کہ مٹی کا برتن ساتھ رکھ لے اس پر تیسرے ہو سکتا ہے یا کپڑے کا تھیلہ میں مٹی جبر کر ساتھ رکھ لے تھیلہ کے اوپر تیسرے ہو جائے گا جبکہ مٹی کی گرو کیڑے کے اوپر تیسرے پہنچی ہوئی ہو۔

مسئلہ ہوائی جہاز میں بھی غماز کے لیے استقبال قبلہ ضروری ہے اگر قیام کے
 رُخ کا پتہ نہ چلے اور کوئی بتلا سکے والا بھی نہ ہو تو اندازہ زور انکل سے کام لے کر رُخ
 سیدھا کر سکتے ہیں طرف اس کا اندازہ قائم ہو جاتے وہی اس کے لیے سمت قبلہ ہے
 اگر بعد میں ان فرض اندازہ غلط بھی معلوم ہو تو غماز صحیح ہو گئی تو ہٹانے کی ضرورت نہیں

رواۃ جلیلہ و تعالیٰ اعظمؐ روایت ہلال کے احکام

مسئلہ ٹیکنگ رام اور وارنر فیس سے آتی ہوئی خبروں میں جو کچھ خبر دیئے جانے کی شناخت نہیں ہو سکتی اس لیے محض ایسی خبروں سے حلال ثابت نہ ہو گا۔

مسئلہ عہد رسالت اور خلافت راشدہ اور قرونِ غیر کے اس تعامل کی بنا پر ہمارے نزدیک سی طرح مستحسن اور پسندیدہ نہیں کہ ہوائی جہازوں میں اثر کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے گا، لیکن میرے لئے برصغیر کے کسی کو نہ مانا کہ عہد رسالت میں ہوائی جہاز

نہیں تھے مگر مدینہ میں سلج پناؤ ملتے گذرے اس کے اور کچھ آبادی ہے جبل احد
بھی ساتھ لگا ہوا ہے مکہ معظمہ تو سب پناؤں سے گھر ہوئے صفا اور مردہ کی
پناؤیاں اور جبل ابی قیس بالکل شہر سے ملے ہوئے ہیں لیکن عہد رسالت پھر خلافت
راشدہ اور قرون خیر میں کہیں نظر سے نہیں گذر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرات
صحابہ رضی اللہ عنہم نے چاند دیکھنے کا آثار تمام کیا ہو کہ لوگوں کو ان پناؤں کے کسی
اور بچے مقام پر چڑھ کر چاند دیکھنے کے لیے بھیجا ہو۔

مسئلہ جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی کے کسی شہادت پر ایمان کر کے
عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کر دیا جائے تو جس شہر کے
قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے منافع و مصلحت کے
لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے بشرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ
وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کرے صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے
قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پروری احتیاط سے کام
لے بنی افکار میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے وہ اتفاقاً بعد از نشر کرنے جانیں جس ریڈیو میں ایسی احتیاط
کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لیے درست نہیں اور جس طرح
ایک شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کا فیصلہ اس شہر اور اس کے منافع و مصلحت کے لیے واجب
العمل ہے اسی طرح اگر کوئی قاضی یا مسلم بمشوریت یا ہلال کمیٹی پر سے ضلع یا صوبہ یا
پورے ملک کے لیے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے حدود و ولایت میں واجب العمل ہوگا۔
اسی لیے جو فیصلہ پاکستان میں صدر مملکت یا ان کے نائبانہ مجاز کی طرف سے ریڈیو
سے بیجا کہ آج کل مرکزی دولت ہلال کمیٹی کا فیصلہ نشر کیا جاتا ہے کہ اس کمیٹی کو سربراہ
مملکت نے پورے ملک کے لیے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہوا ہے۔ احرار قریشی غفرلہ

پر شریک بنے اور اس میں مذکور اعداد احتیاط سے کام لیا گیا ہو وہ پورے ملک کے لیے نافذ العمل ہو سکتا ہے بشرطیکہ کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا مذکور تحقیق کے مطابق ضروری ہو۔

مسئلہ رمضان المبارک کے چاند میں چوک شہادت یا استقافہ خبر دہن شرط نہیں ہیں ایک ثقہ مسلمان کی خبر بھی کافی ہے اس لیے خط اور آلات جدیدہ بشیون، ریڈیو، ٹیلی وژن، کی خبروں پر اس شرط کے ساتھ عمل کرنا درست ہے کہ خبر دینے والے کا خط یا آواز پہچانی جائے اور وہ چشم خود چاند دیکھتا بیان کہنے اور جس کے سامنے یہ خبر بیان کی جا رہی ہے وہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی شہادت کو قابل عمل سمجھتا ہو۔ (ماخوذ از کتاب جدیدہ منہاج ص ۱۷۱)

پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کے مسائل

بقلم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مئذنت

مستمر دارالادب کراچی

مسئلہ جبری پراویڈینٹ فنڈ میں طرز میں تنخواہ سے جو رقم ماہ بہ ماہ کٹائی جاتی ہے اور اس پر ہر ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ بنام سود جمع کرتا ہے شرعاً ان تینوں رقموں کا حکم ایک ہے اور وہ یہ کہ یہ سب رقیب و رقیقت تنخواہ ہی کا حصہ ہیں اگرچہ سود یا کسی اور نام سے دی جائیں لہذا ملازم کو ان کا لینا اور لینے استعمال میں لانا جائز ہے ان میں سے کوئی رقم بھی شرعاً سود نہیں البتہ پراویڈینٹ فنڈ میں رکھ کر لینے اختیار سے کٹوائی جلتے تو اس پر جو رقم محکمہ بنام سود سے گا

لے پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ ص ۱۷۱

اس سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس میں تشبہ بالربا بھی ہے اور سود خوری کا ذریعہ بنالینے کا خطرہ بھی اس سے خواہ وصول ہی نہ کریں یا وصول کر کے صدقہ کر دیں۔
 تنبیہ یہ یاد رہے کہ جو ملازم مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے یہ سمجھتا تھا کہ جبری فخذ پر محکمہ جو رقم بنام سود دیتا ہے وہ شرعاً بھی سود ہے پھر اس نے سود ہی سمجھتے ہوئے محکمہ سے اس زائد رقم کا معائنہ کیا تو اگرچہ یہ زائد رقم اس کے لیے حلال ہے مگر اس نے جو سود لینے کی نیت کی یہ نیت گناہ ہے ایسے شخص کو چاہیے کہ اس غلط نیت سے توبہ کرے۔

مسئلہ جو حکم مسئلہ ۱۱ میں بیان کیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ پراویڈنٹ فخذ کی رقم ملازم نے اپنی طرف سے کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں نہ دلائی ہو بلکہ محکمہ نے اپنے کسٹم میں رکھی ہو۔ یا اگر کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کو دی ہو تو اپنے طور سے لہنی ذمہ داری پر دی ہو اور اگر ملازم نے اپنی ذمہ داری پر یہ رقم کسی شخص یا بینک یا سیر کمپنی یا کسی اور مستقل کمیٹی مثلاً ملازمین کے نمائندوں پر منتقل ہو تو وغیرہ کی تحویل میں دلا دی تو یہ ایسا ہے جیسے خود وصول کر کے اس کی تحویل میں دی ہو۔ اب اگر بینک یا کمپنی وغیرہ اس پر کچھ سود دیں تو یہ شرعاً بھی سود ہو گا جس کا لینا حرام ہے فخذ خواہ جبری ہو یا اختیاری۔

مسئلہ البتہ ملازم نے اپنے فخذ کی رقم کسی تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں

لے یہ حکم پراویڈنٹ فخذ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر حلال چیز جو حرام نیت سے استعمال کی جائے اس کا یہی حکم ہے مثلاً کوئی بکھرے کا گوشت یہ سمجھ کر کھائے کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے تو اگرچہ یہ گوشت حلال ہے مگر اس نے یہ حلال گوشت خنزیر کا گوشت کھانے کی نیت سے کھایا ہے یہ نیت حرام ہے جس سے توبہ کرنا واجب ہے۔

پیشکش بردہ وغیرہ کو اس شرط پر دلوائی ہو کہ دولت لبرنی تجارت میں لگے اور ملازم نفع و نقصان میں شریک نہ ہو یعنی کمپنی کو نقصان ہوا تو ملازم کے حصہ کا نقصان ملازم پر پڑے اور نفع ہوا تو نفع کا آٹا فیصد (جتنا بھی طے ہوا ہو) ملازم کو ملے تو جو نفع اس صورت میں ملازم کو ملے گا وہ سود نہیں خواہ فنڈ جبری ہو یا اختیاری دونوں صورتوں میں اس نفع کا لینا اور لینے استعمال میں لانا جائز ہے۔

مسئلہ تنخواہ سے جو رقم پراڈینٹ فنڈ میں کاٹی جاتی ہے اور اس پر ماہ بہ ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کر لیتا پھر مجبہ عد پر جو رقم سالانہ (اینام سود یا انٹرسٹ) ملازم کے حساب میں جمع کرتا ہے امام بنظر ارضیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ان میں سے کسی رقم پر سالانہ گزشتہ کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوں وصول ہونے کے بعد سے ضابطہ کے مطابق اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے مگر صاحبین کے نزدیک یہ رقم وصول ہونے کے بعد سالانہ گزشتہ کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی لہذا اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سالانہ گزشتہ کی بھی زکوٰۃ دیدے تو افضل اور بہتر ہے نہ دے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ فتویٰ امام عظیم کے قول پر ہے فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری، زکوٰۃ کے مسائل میں دونوں کے احکام یکساں ہیں۔

مسئلہ مذکورہ بالا حکم اس وقت ہے جبکہ ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم کسی دوسرے شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں منتقل نہ کر دی ہو، اگر ایسا کیا یعنی اپنے فنڈ کی رقم اپنی طرف سے اپنی ذمہ داری پر کسی شخص یا ایکسچینج کمپنی، کسی اور مستقل تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر منتقل ہو تو ذمہ داری کی تحویل میں دلوائی تو یہ ایسا ہے جیسے خود اپنے قبضہ میں لے لی ہو کیونکہ اس طرح جس کمپنی وغیرہ کو یہ رقم

منتقل ہوتی وہ اس ملازم کی ہوگی اور وکیل کا قبضہ شریعتاً وکیل کے قبضہ کے حکم میں ہے لہذا جب سے یہ رقم اس کمپنی وغیرہ کی طرف منتقل ہوگی اس وقت سے اس پر زکوٰۃ کے احکام جاری ہو جائیں گے اور ہر سال کی زکوٰۃ ضابطہ کے مطابق واجب ہوتی رہے گی۔

مسئلہ اسی طرح اگر ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم کسی تجارتی کمپنی کو اس شرط پر دلوادی کہ وہ اسے تجارت میں لگائے اور ملازم اس کے نفع و نقصان میں شریک ہو تو جس وقت سے یہ رقم کمپنی کو منتقل ہوگی اس پر زکوٰۃ کے احکام جاری ہو جائیں گے اور ہر سال کی زکوٰۃ ملازم پر ضابطہ کے مطابق واجب ہوتی رہے گی اور جب اس پر نفع نما شروع ہوگا تو نفع پر بھی زکوٰۃ کے احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ جب یہ رقم ملازم یا اس کے وکیل کو وصول ہوگی تو زکوٰۃ کے مسائل میں امام ابو حنیفہ کے مذہب پر اس کا حکم اور ضابطہ وہی ہوگا جو کسی اور نئی آمدنی مال مستفاد کا ہوتا ہے اور تفصیل اس ضابطہ کی یہ ہے۔

۱۔ ملازم اگر وصولیابی سے پہلے بھی صاحب نصاب نہیں تھا اور فنڈ کی رقم بھی اتنی کم ملی کہ اسے ملازم بھی اس کا کل مال مقدار نصاب کو نہیں پہنچتا تو وجوب زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔ اگر پہلے صاحب نصاب نہیں تھا مگر اس رقم کے ملنے سے صاحب نصاب ہو گیا تو وصولیابی کے وقت سے جب تک پورا ایک قمری سال نہ گزر جائے اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہ ہوگی اور سال پورا ہونے پر بھی اس شرط پر واجب ہوگی کہ اس وقت تک یہ شخص صاحب نصاب رہے لہذا اگر سال پورا ہونے سے پہلے مال خرچ کیا چوری وغیرہ ہو کر اتنا کم رہ گیا کہ یہ شخص صاحب نصاب نہ رہا تو زکوٰۃ

واجب نہ ہوگی اور اگر خرچ ہوئے کے باوجود سال کے آخر تک مال بقدا نصاب نہ رہا تو نہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر خرچ ہوئے کے باوجود سال کے آخر تک مال بقدر نصاب بچا رہا تو بقیہ سرفاس کی زکوٰۃ واجب ہوگی جو خرچ ہو گیا اس کی واجب نہ ہوگی۔

۲۔ اگر یہ لازم پٹے سے صاحب نصاب تھا تو فذ کی رقم تدار نصاب سے خواہ کم سے یا زیادہ اس کا علیحدہ شمار نہ ہوگا بلکہ جو مال پہلے سے اس کے پاس تھا جب اس کا سال پیدا ہوگا فذ کی وصول شدہ رقم کی زکوٰۃ بھی سنی وقت واجب ہو جائے گی خواہ اس نئی رقم پر ایک ہی دن گزرا ہو مثلاً ایک شخص کی ملکیت میں دو ہزار روپے سال بھر سے موجود تھے۔ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے اسے پراویڈنٹ فنڈ کے ایک ہزار روپے مل گئے تو اب اگلے روز اسے پورے تین ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

مسئلہ جو شخص پہلے سے صاحب نصاب تھا اور سال پورا ہونے سے مثلاً چار ماہ قبل اسے فذ کی رقم مل گئی مگر وصولیابی کے بعد چار ماہ گزرنے نہ پائے گئے کہ کچھ روپے خرچ ہو گئے تو اب باقی ماندہ مال اگر بقدر نصاب ہے تو جتنا باقی ہے اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جو خرچ ہو گیا اس کی واجب نہ ہوگی، اگر باقی ماندہ مال نصاب سے کم ہے تو بالکل واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ مسائل زکوٰۃ کی یہ سب تفصیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر تھی اور اگر احتیاطی صاحبان کے قول کے مطابق سال گئے گذشتہ کی زکوٰۃ بھی دے دی تو یہ بہت بہتر اور افضل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب سے عدم دماحب نصاب ہوا، اس وقت سے ہر سال کے اختتام پر یہ حساب کر لیں کہ اب اس کے فذ میں کتنی رقم جمع ہے یعنی اس وقت جو اس کی زکوٰۃ ادا کرنے

اسی طرح ہر سال کرتا رہے۔

مسئلہ معلوم ہوا ہے کہ محکمہ ملازم کو اس کے فنڈ میں سے بوقت ضرورت کچھ رقم بنام قرض دیتا ہے پھر اس کی اگلی تنخواہوں سے قسط وار اتنی ہی رقم اور کچھ مزید رقم جو بنام سود ہوتی ہے کاٹ کر مجموعہ اسی ملازم کے فنڈ میں جمع کر دیتا ہے اور اختتام ملازمت پر کل رقم اسی کو مل جاتی ہے یہ معاملہ اگرچہ سودی قرض کے نام سے کیا جاتا ہے لیکن شرعی نقطہ نگاہ سے یہ نہ قرض ہے نہ سودی معاملہ۔ قرض تو اس لیے نہیں کہ ملازم کا جو قرض محکمہ کے ذمہ تھا اور جس کے مطالبہ کا اسے حق تھا اس نے اسی کا ایک حصہ وصول کیا ہے۔

اور بعد کی تنخواہوں سے جو رقم ادا قرض کے نام سے کاٹی جاتی ہے وہ بھی ادا قرض نہیں بلکہ فنڈ میں جو رقم معمول کے مطابق کٹتی ہے اسی طرح کی یہ بھی ایک کٹوتی ہے اور اسی کی طرح یہ بھی ملازم کا محکمہ کے ذمہ قرض ہے کیونکہ یہ کٹوتی بھی اسی کے فنڈ میں جمع ہو کر اختتام ملازمت پر اسی کو مل جاتی ہے۔

اور جو رقم اس کی تنخواہوں سے بنام سود کاٹی جاتی ہے وہ بھی شرعاً سود نہیں اس لیے کہ سود دوسرے کو دیا جاتا ہے اور یہاں یہ رقم ملازم ہی کو واپس مل جاتی ہے لہذا ملازم کو مذکور طریقہ سے قرض لینے کی شرعاً گنجائش ہے۔

مسئلہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ملازم کو اس کے فنڈ میں سے جو رقم بنام قرض دی جاتی ہے شرعاً یہ قرض نہیں بلکہ اس کا جو قرض محکمہ کے ذمہ تھا اسی کے ایک جزو کی وصولیاتی ہے اس لیے اس رقم کی وصولیاتی کے وقت سے اس پر زکوٰۃ کے احکام مضابطہ کے مطابق جاری ہو جائیں گے۔

لے ایک زائد قسط محکمہ وصول کرتا ہے احقر قریشی عفرہ

مسئلہ اگلی تنخواہوں سے جو رقم محکمہ یہ کہہ کر کاٹتا ہے کہ دیا ہوا قرض ادا اس کا سود وصول کیا جا رہا ہے چونکہ یہ شرعاً ادا قرض ہے نہ سود بلکہ فائدہ کی دیگر کوششوں کی طرح یہ بھی محکمہ کے ذمہ لازم کا قرض ہے اس لیے سود اور زکوٰۃ کے مسائل میں اس کے بھی سب احکام وہی ہیں جو فائدہ کی دیگر جمع شدہ رقم کے ہیں اور یہ بھی تفصیل سے گزر چکے ہیں۔

پارٹیوں اور دعوتوں میں کھانسیکے بعد باہمی باتیں کرنے کا مسئلہ جہاں حالات اور عادت سے یہ معلوم ہو کہ کھانسنے کے بعد مہمانوں کا دیر تک باہمی باتوں میں مشغول رہنا میرزاں کے لیے باعث کلفت نہیں وہ اس سے متشنی ہو گا جیسا کہ آج کل پارٹیوں اور دعوتوں میں رواج ہو گیا ہے دلیل اس کی آیت کا اگلا جملہ ہے جس میں ارشاد ہے۔ اِنَّ ذَٰلِكَ لَکُفْرٌ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ (الآیۃ)

تسلیفیون اور اس کے احکام و مسائل

آج کل کی نذر ہمارے دھڑوں میں سے تسلیفیون اب اتنا عام ہو گیا ہے کہ شہروں میں تو اس کا خانگی ضروریات میں شمار ہونے لگا ہے مگر اس پر گفتگو کرنے کے شرعی آداب سے غفلت برتی جا رہی ہے اس کے چند آداب یہ ہیں۔
مسئلہ کسی شخص کو ایسے وقت ٹیل فون پر مخاطب کرنا جو عادت اس کے سونے یا دوسری ضروریات میں یا نماز میں مشغول ہونے کا وقت ہو بلا ضرورت شدیدہ جائز نہیں کیونکہ اس میں بھی وہی ایذا رسانی ہے جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے اور اس کی آراوی میں خلل ڈالنے سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ٹیل فون پر اگر طویل بات کرنا ہو تو پہلے مخاطب سے دریافت کر لیا جائے کہ آپ کو ذرا سی فرصت ہو تو میں اپنی بات عرض کروں۔

مسئلہ بعض لوگوں کی فہم کی گھٹتی سمجھتی رہتی ہے اور کوئی پر واہ نہیں کرتے نہ پوچھتے ہیں کہ کون ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے یہ اسلامی آداب کے خلاف اور بات کرنے والے کی حق تلفی سے جیسے حدیث میں آیا ہے ان کے لئے حقا یعنی جو شخص آپ کی ملاقات کو لیتے اس کا طریق حق ہے کہ اس سے بات کرنا اور بلا ضرورت ملاقات سے انکار نہ کرے۔ اسی طرح جو آدمی فہم کی فہم سے آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اس کا حق ہے کہ آپ اس کو جواب دیں۔ ۲۔ تفسیر عارف القرآن ج ۲ صفحہ ۳۵۵ ریلوے اسٹیشن ایریڈورم اسپتالوں کے دفاتر میں سٹیزان کا حکم مسئلہ رفاہ عام کے اداروں میں جس مقام پر اس کے ماکان یا متریان کی طرف سے داخلہ کے لیے کچھ شرائط اور پابندیاں عائد ہوں اس کی پابندی شرعا واجب ہے مثلاً ریلوے اسٹیشن پر اگر بغیر اجازت فارم کے جانے کی اجازت نہیں تو طبیعت فارم حاصل کرنا ضروری ہے اس کی خلاف ورزی ناجائز ہے ایریڈورم دہوانی اڈے (کہ جس حصہ میں جانے کی محکمہ کی طرف سے اجازت نہ ہو وہاں بغیر اجازت جانا شرعا جائز نہیں اسی طرح مساجد مدارس خانقاہوں اسپتالوں وغیرہ میں جو کمرے وہاں کے قسطنطینیہ یا دوسرے لوگوں کی رہائش کے لیے مخصوص ہوں جیسے مدارس اور خانقاہوں کے خاص مجبرے یا ریلوے ایریڈورم اسپتالوں کے دفاتر اور مخصوص کمرے جو زمینوں یا دوسرے لوگوں کی رہائش گاہ ہیں وہ بیوت غیر سکونہ کے حکم میں نہیں بلکہ سکونہ کے حکم میں ہیں ان میں بغیر اجازت جانا شرعا منوع اور گناہ ہے۔ اخباری معنی آج کل وہاں کی طرح قمار کی یہ صورت عام ہو گئی ہے جو محل ہمتہ کے عزائم سے بہت سے اخباروں اور ماہوار رسالوں کا بڑا کاروبار بن رہا ہے۔ ہمسایہ مختلف صوبوں میں لکھ کر اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کا کوئی عمل

کر کے بھیجے اور اس کے ساتھ اتنی انیس سٹاک ایک روپیہ فیس کا بھیجے تو جس کوئی کہے
 حل بھیج دیا گئے۔ البتہ اس سے انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا نام لکھی را
 فرما کر دی گئی کے ذریعہ نقل آئے اس سے بعض لوگ بڑے بڑے انعامات بھی تحریر کرتے
 ہیں جن کا نتیجہ بہتر است عام غریب طبقہ کے لوگ بھی یہ سمجھ کر فیس وصولی ہے اب
 روپیہ ضائع ہی ہو گیا تو کوئی بڑا نقصان نہیں اور اگر کہیں انعام مکمل آیا تو دو لاکھ پانچ
 لکھ اس طرح میں قوم کے ہزار لاکھ لاکھوں افراد معمول سے حل اور اس کے ساتھ ایک
 ایک روپیہ بھیجتے ہیں۔

یہ کلام ہوا تھا کہ ایک شخص پانچ فیس کا ایک روپیہ اس مہم موم طریق پر
 ڈالا کہ ہے کیا کہ روپیہ بھی ضائع ہو گیا اور پانچ روپیہ لے کر آیا، اسی کا نام شریع
 اسلام میں جوایا تھا ہے۔ بعض رسالوں میں یہ کاروبار کر ڈیروں کی حد تک پہنچ جاتا
 ہے اس میں اگر وہ بیکار اہل بی نہ کریں بلکہ وعدہ کے مطابق انعامات تقسیم کر دیں تب
 بھی اس کا شمار دالوں کر لاکھوں کر ڈیروں روپے کی رقم بھی جاتی ہے جو لاکھوں غریبوں
 کے خول پہنچنے کی گمانی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام غریب سے غریب تر
 ہونے لگتے ہیں ان کا خون چوس کر لکھتی، کر ڈیروں بن جاتیں۔ قمار کے حرام اور ناجائز
 ہونے کی یہی ایک وجہ کافی ہے کیونکہ اسلام کے اقتصادی نظام میں اصول طود پر
 شدت کے ساتھ اس کا انسداد کیا گیا کہ دولت عوام کے ہاتھوں سے سمٹ کر چند افراد
 کے ہاتھوں میں مقید ہو جاتے۔

ممبر باری کامر و جہتدار اس وجہ سے اور بھی زیادہ سخت اور ہزاروں گناہوں کا
 مجموعہ ہو جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
 احکام کی خلاف ورزی کے لیے ڈنکے کی چوٹ تمام عوام کو دعوت دی جاتی
 ہے ہر ایک آدمی جو اس میں حصہ لینا ہے قرآن کے کھلے ہوئے احکام کی خلاف

ورزی کر کے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کا روبرو کے چلانے والوں پر ان سب کے گناہوں کا وبال عاید ہوتا ہے اور لوگ جو اس کا روبرو کسی درجہ میں اعانت کرتے ہیں وہ بھی شریک گناہ ہوتے ہیں اس طرح ایک وقت لاکھوں کروڑوں مسلمان اعلانیہ طور پر اللہ اور رسول کے صریح حکم کے خلاف ایک حرام قطعی کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اس میں ہزاروں لاکھوں دیندار مسلمان بھی مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر اس کا غیر منقطع سلسلہ جاری رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس وبال سے سب کو نجات عطا فرمائیں۔ آمین (جواہر الفقہ ج ۲ صفحہ ۳۴۹، صفحہ ۳۵۰)

مختلف مالیت کے بند ڈبوں کی خرید و فروخت

بازاروں اور نمائشوں میں بند ڈبے فروخت کئے جاتے ہیں کسی میں ایک پیسہ کا مال بھی نہیں ہوتا اور کسی میں زیادہ مال ہوتا ہے لوگ اس کو قسمت آزمائی سمجھ کر اختیار کرتے ہیں یہ بھی کھلا ہوا حرام ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۲ صفحہ ۳۵۰)

بعض شرمیل میں بچے باوجود اکر وٹ یا کالج کی گونیوں وغیرہ سے ارجیت

کرتے ہیں یہ بھی قمار میں داخل ہے بعض شرمیل میں گنگو سے اڑا کر ارجیت کا کھیل کھیلا جاتا ہے دیہات میں لکڑی کی گٹیوں یا سرکینے کے پوروں سے ارجیت کھیلی جاتی ہے یہ بھی قمار ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۲ صفحہ ۳۵۰)

شہ کا سارا کاروبار شہی ہے۔ شخص قرآن حرام ہے اس کے کاروبار میں کسی قسم کی اعانت بھی حرام ہے۔ چینگ (اور کبوتر بازی)

بعض لوگ چینگ بازی اور کبوتر بازی پر روپیہ کی ارجیت کھیلتے ہیں یہ کھیل

خود بھی ناجائز ہیں اور ان میں روپیہ مسیہ کی اہمیت مستقل گناہ اور صریح حرام ہے۔

نمائشوں کے انعامی ٹکٹ

چند سال سے کراچی لاہور وغیرہ میں دیکھنے میں آئے کہ مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً دس روپیہ کا ٹکٹ ایک مشیت خریدے گا اس ٹکٹ کے ذریعہ عام لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا اور ان ٹکٹوں پر بذریعہ قریب انداز میں چھ انعام مقرر ہوتے ہیں جس کا نمبر نکل آئے اس کو وہ انعام ہی ملتا ہے۔ یہ صورت صریح ہمارے توکل جاتی ہے کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اس ٹکٹ کا سوا فائدہ برکت و داخلہ نمائش مل جاتا ہے لیکن اب بداریت پر رد جاتا ہے جو شخص مہم جویم انعام کی نیت سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے وہ ایک گونہ قمار کا ایسا ٹکٹ کر رہا ہے اور جس کے سکے پیش نظر صرف نمائش میں جاتا ہے اور انتہائی انعام کی ہوس پیش نظر نہیں پھرتا تا انعام ہی مل گیا وہ قواعد کی رو سے ہمارے حکمت نکل گیا و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(جواب نمبر ۱۱ ج ۱ صفحہ ۱)

مشیینی ذبیحہ کے احکام

مسئلہ مشینی ذبیحہ میں؛ انہی بات متعین ہے کہ اگر جانور کی حقوق فرج نہیں لائی گئیں یا ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی نہیں ہے یا سب کچھ ہے مگر ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا قصداً چھوڑ دیا ہے یا کسی غیر اللہ کا نام اس پر ذکر کیا ہے تو وہ ذبیحہ حلال نہیں۔

کسی مشین میں شراط مذکورہ کی خلاف ورزی نہ ہو تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور

لے یعنی وہ گرہیں اور ایلیاں جن کا کٹنا واجب ہے (ذبیحہ)

حلال ہے اور ان میں سے ایک شراب بھی فوت ہو جائے تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔
 اور جب تک صبح صورتِ عالمِ معلوم نہ ہو اس وقت تک شیشی ذبیحہ کے
 گوشت سے احتیاط کرنا واجب ہے۔ (جواہر الفتح ۲ ص ۴۱۱)

انتخابات میں دوٹ، دوٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت

انتخابات میں دوٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے جس کا
 چھپا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ برانا بھی حرام ہے اس میں محض ایک سیاسی
 اہمیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بیماریِ عقلی ہے آپ جس امیدوار کو دوٹ دیتے
 ہیں شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریے اور علم و عمل اور
 دیانتداری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے۔
 جس کام کے لیے یہ انتخابات ہو رہے ہیں اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس
 سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱۔ آپ کے دوٹ اور شہادت کے ذریعہ جو نامزدہ کسی مجلس میں پہنچے گا وہ
 اس سلسلہ میں جتنے آپسے یا بڑے اقدامات کرے گا ان کی ذمہ داری آپ پر ہی
 غامد ہوگی آپ بھی اس کے غدا ب یا ثواب میں شریک ہو جائے گے

۲۔ اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں
 کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر نہی شخصی اور محدود و جزلی ہے ثواب و غدا ب بھی
 محدود و قومی اور ملکی معاملات سے پوری ترم متاثر ہوتی ہے اس کا ادنیٰ نقصان
 بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے اس لیے ثواب و غدا ب
 بھی بہت بڑا ہے۔

۳۔ سچی شہادت کا چھپانا زور دے قرآنِ عظیم ہے اس لیے آپ کے عطا انتخاب

میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل روایت دار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو دوش دینے میں کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴۔ جو امیدوار اسلامی نظام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہے اس کو دوش دینا ایک جہونی شہادت ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

۵۔ دوش کہ میوں کے مساوی میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند مکوں کی خاطر اسلام و ملک سے بغاوت ہے دوسروں کی دنیا سوار کرنے کے لیے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہوا کوئی دانشمندی نہیں دے سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسار میں ہے جو دوسروں کی دنیا کے لیے اپنا دین کھو بیٹھے دانشور سچا و تعالیٰ اعلم۔ (جواہر الفقہ ج ۲، ص ۳۱۳)

نصاب زکوٰۃ مسئلہ اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی ہے یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے یا اس میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر روپیہ یا نوٹ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے نقد روپیہ بھی سونے چاندی کے حکم میں ہے (شامی) اور سامان تجارت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ کارخانے اور مل وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ فرض نہیں لیکن اس میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جو غام ال کارخانہ میں سامان تیار کرنے کے لیے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (درمختار و شامی)
(جواہر الفقہ ج ۱، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹)

روزہ میں انجکشن لگوانے کا حکم

مسئلہ کسی قسم کے انجکشن یا ٹیکہ لگوانے سے روزہ میں ٹوٹنا اور نہ ہی
 ٹکڑو ہوتا ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۲۹۹)

اس مسئلہ کے عقلی و نقلی دلائل ملاحظہ فرمائیے گا شوقی ہو تو احوال المفتین ج ۲
 ص ۲۸۴ تا ۲۹۹ کا مطالعہ فرمائیے۔

اسپرٹ کے احکام

مسئلہ اسپرٹ شراب ہی کے حکم میں ہے اور نجس ہے (قال الشافعی
 فی کتاب الطہارۃ وما یستقط من در الخمر فتجس حرام)
 لیکن بضرورت چلنے میں جلانے کی، فقہا ساغرین نے اجازت دی ہے۔

(احوال المفتین ج ۲ ص ۹۹)

ڈاکٹر اور حکیم کی فیس

مسئلہ حکیم اور ڈاکٹر کی اجرت جانتے اور تشخیص مرض اور تجویز کرنے
 کی ہے اس میں کسی کی کہ اہست نہیں ہے بلاشبہ جائز ہے بشرطیکہ حکیم حکیم ہو (یعنی
 کسی حاذق طبیب نے اس کو علاج کر کے کی اجازت دی ہو ورنہ مسالکہ کرنا جائز
 نہیں۔ و اللہ اعلم) (احوال المفتین ج ۲ ص ۹۷)

مسئلہ گیند کے کھیل خواہ کہ کٹ وغیرہ ہوں یا دوسرے دیسی کھیل فی نفسہ
 جائز ہیں کیونکہ ان سے تفریح طبع و ورزش و تقویت برتی ہے جو ضروری اہم
 فائدہ بھی ہے لیکن شرط یہی ہے کہ کھیل اس طرح ہوں کہ ان میں نرمی اور

لحہ یکھم اس اسپرٹ کا ہے جو انگور یا کھجور سے بنائی گئی اور جو اسپرٹ کسی اور چیز سے

بنائی گئی ہر اسکے احکام میں تفصیل ہے جو علمائے کرام سے دریافت کی جاسکتی ہے (فتح)

خلاف شرع اور تشبیہ کفار نہ ہو، نہ لباس اور طرز وضع میں انگریزیت ہو اور نہ
گھٹنے کھٹے ہوتے چلنے نہ پھرتے اور نہ دوسروں کے اور نہ اس طرح اشتعال ہو کہ
کہ ضروریات اسلام نماز وغیرہ میں خلل آئے اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ کرکٹ
ٹینس وغیرہ کھیل سکا ہے تو اس کے لیے جائز ہے ورنہ نہیں کچھ کل چونکہ عوامیہ
شرائع موجود کھیلوں میں نہیں اس لیے تا باثر کہا جاتا ہے (اداء الغنیمین ص ۲۷)
میڈیکل سائنس کیٹ کنٹرول اور راشن سکول سائنس کیٹ اور

شہادت کا ذریعہ

اس زمانہ میں جھوٹ اور جھوٹی شہادت ایسی وبا عام کی طرح پھیل گئی ہے
کہ عوام تو حرام خواص کو بھی اس سے پہنا شکل ہو گیا ہے بہت سے کہ مستقل پیشے
اور کارخانے ایسے ہیں جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور جھوٹی شہادتوں پر ہے اس کے
علاوہ بہت سے کام ایسے ہیں جن کو عوام لوگ شہادت اور گواہی نہیں سمجھتے اس
لیے بے دھڑک ان میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً ڈاکٹری سائنس کیٹ، بیماری وغیرہ کا
یہ ایک شہادت ہے اس میں کسی کو خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی شہادت ہے۔

مدارس سکولوں، کالجوں کے پریچوں پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے اس
میں کسی کو انداز سے سے لکھنا یا بڑھانا جھوٹی شہادت ہے۔ مدارس اور کالجوں
کی سند سائنس کیٹ میں جو الفاظ کسی طالب علم کے متعلق لکھے جاتے ہیں اگر وہ
واقعہ کے خلاف ہیں تو یہ ایک جھوٹی شہادت ہے جس پر دستخط کرنے میں علماء
صلحاء یکساں مبتلا ہیں۔

کچھ کل کنٹرول اور راشن کے معاملات میں جن مجسٹریٹوں یا اہل عدالت کی سناش
پریمل کیا جاتا ہے، وہ ایک شہادت ہے اس میں خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی گواہی

ہے یوسپس بورڈ کے ممبروں کے پاس جو جائز رائج کے لیے صحت وغیرہ کی تصدیق کے لیے لائے جاتے ہیں ان میں سرے سرے بیکار جائزوں کو پاس کرنا بھی جھوٹی شہادت ہے۔

ان رسیدوں، بیع ناموں پر دستخط کرنا جن کا معادہ دستخط کرنے والوں کے سامنے نہیں ہوا یہ بھی جھوٹی شہادت ہے اسی طرح رات دن کے کاروبار میں ہزاروں مثالیں ہیں جو شہادت کا ذبیہ میں داخل اور گناہ کبیرہ اور وعید شدید کی مورد ہیں مگر ہم ہیں کہ شیرازہ کی طرح سب کو حلال جان کر بے نگرانی سے ان میں مبتلا ہیں۔ (گناہ بے لذت ص ۳۱، ص ۳۹)

انشورنس یا بیمہ کے احکام

مسئلہ بیمہ کے کاروبار کو ادا و باہمی کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کی مردوبہ صورتیں جتنی ہماری نظر سے گزری ہیں سو اور قمار سے خالی نہیں اس لیے وہ سب حرام ہیں اختیاری حالات میں اس میں مبتلا ہونا گناہ عظیم ہے اس مسئلہ کی تفصیل طبعہ رسالہ بیمہ زندگی میں لکھی گئی ہے اس میں ملاحظہ فرمائیں۔ (احکام القمار ص ۱)

مسئلہ البتہ بیمہ کی ایک اور چوتھی قسم کاغذات، سندات اور نوٹوں کا بیمہ شامی طبع استنبیل ج ۲ ص ۳۲۵ ہے۔

ان الودع اذا الاجرة على الوديعته يضمنها اذا اهلك
یعنی جس شخص کوئی سامان بغرض حفاظت دیا جائے اگر وہ اس کی حفاظت کا معادہ نہیں ہے تو ضمانت ہو جانے کی صورت میں اس پر ضمان واجب ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حکم ذاک وغیرہ جو سندات کاغذات وغیرہ سرعہ کر کے حفاظت کے دھند پر

لیتے ہیں اور اس مخالفت کی فیس بھی لیتے ہیں کہ رضائع ہو جانے کی صورت میں مذکورہ روایت کی بنا پر رضائع شدہ کاغذات کا ضمان اس پر لازم کہتے گا۔

(یہ ننگی ص ۱۱۱ صفحہ ۱۱۱)
اپنی مقررہ ڈیوٹی اور خدمت میں کوتاہی کرنا بھی ناپ تول
میں کمی کرنے کے حکم میں ہے

یاد رہے کہ ناپ تول کی کمی جس کو قرآن میں تطفیف کہا گیا ہے صرف بڑی مارنے اور کم ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کسی کے ذمہ دوسرے کا جو حق ہے اس میں کمی کرنا بھی تطفیف میں داخل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو ملازم اپنی ڈیوٹی پر ہی نہیں کوتاہی کرتا ہے یا کام میں کوتاہی کرتا ہے وہ کوئی وزیر ہو یا امیر جو یا معمولی ملازم اور وہ کوئی دفتری کام کرنے والا ہو یا علمی اور دینی خدمت جو حق اس کے ذمہ ہے اس میں کوتاہی کرنا وہ بھی اس میں داخل ہے۔

(البلغ مفتی اعظم نمبر ص ۶۷)

اس میں عام لوگوں میں یہاں تک کہ اہل علم میں بھی غفلت پائی جاتی ہے اپنی ملازمت میں کمی کرتے کو کوئی گناہ نہیں سمجھتا۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۶۹)

مریض کو خون دینے کے احکام و مسائل

مسئلہ کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان بچانے کا اس کے ٹھکانہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

مسئلہ جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی حاجت ہو یعنی مریض کی

لے ماہر انسانی اعضا کی ہونڈ کا بی ٹھکانا یا مشاعرے خون دینے کے بغیر استغفر فرمائی

لحاظت کا خطرہ تو نہ ہو لیکن باہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے بغیر صحت کا امکان نہ ہو اس وقت بھی خون دینا جائز ہے۔

مسئلہ جب خون نہ دینے کی گنجائش ہو تو اس سے اجتناب بہتر ہے۔

مسئلہ جب خون دینے سے محض شہمت یا زینت مقصود ہو یعنی جب لھاکت یا مرض کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں خون دینا مگر جائز نہیں۔
مسئلہ خون کی سیح تو جائز نہیں لیکن جن حالات میں جن شرائط کے ساتھ (مسئلہ سائیں) مریض کو خون دینا جائز قرار دیا ہے ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو اس کے لیے قیمت دے کر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے مگر خون دینے والے کے لیے اس کی قیمت لینا درست نہیں۔

مسئلہ کسی غیر مسلم کا خون مسلمان کے بدن میں داخل کرنے کے نفس جواز میں تو کوئی فرق نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ کافر یا غاسق یا ناجائز انسان کے خون سے براثرات منتقل ہوتے ہیں اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا خطرہ قوی ہے اس لیے علماء امت نے بچے کر غاسق ناجائز عورت کا دودھ پلونا بھی پسند نہیں کیا بنا علیہ کافر اور ناجائز غاسق انسان کے خون سے تا بمقدور اجتناب بہتر ہے۔

مسئلہ شوہر کا خون بیوی کے بدن میں یا بیوی کا خون شوہر کے بدن میں داخل کرنے سے نکاح پر شرعاً کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ شریعت اسلام نے محرمیت کو نسب مصاہرت، رضاعت کے ساتھ مخصوص کیا ہے ان سے شکار کرنا درست نہیں اور رضاعت سے ثبوت محرمیت، بھی مدت رضاعت کے ساتھ خاص ہے مدت رضاعت بھی الحاقی سال کے بعد دودھ پینے سے درست ثابت نہیں ہوتی۔ (واللہ اعلم)

اعضاء انسانی کی پیوند کاری کی تین صورتیں

ایک صورت جو زمانہ قدیم سے جاری ہے وہ تو یہ ہے کہ انسان کے عضو کا بدل جادات یا نباتات وغیرہ سے تلاش کیا جائے اور فنی مہارت کے ذریعہ اس کو کارآمد مفید بنایا جائے جیسے مصنوعی دانت، مصنوعی آلہ سماعت وغیرہ کہ زمانہ قدیم سے اس کا رواج ہے اور حال میں سائنسی ترقیات نے اس فن کو بہت سا گہرے کر دیا ہے۔۔

اور ابھی اس میں ترقی کا بہت بڑا میدان ہے اس طرح کے مصنوعی اعضاء کا استعمال بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کیا بھی ہے حضرت مرفعہ صہبانیؓ کی ناک جاہلیت کی ایک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی اس میں بدبو پیدا ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونے کی ناک لگولے کا حکم دیا۔
 دوسری صورت یہ ہے کہ حیوانات کے اعضاء سے یہ کام لیا جائے یہ بھی (ابوداؤد ترمذی)۔
 قدیم زمانہ سے جاری تھا اور حال کی طبی تحقیقات اور سرجری ترقیات نے اس میں نئے نئے انکشافات کئے ہیں اور اگر ماہرین فن حضرات اس طرف پوری توجہ دیں تو اس معاملہ میں بہت سے نئے انکشافات اور زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب معالجات کی رومی امید کی جاسکتی ہے۔

تیسری صورت انسانی اعضاء سے دوسرے انسان کے علاج کی ہے مثلاً ایک نابینا انسان کو دوسرے مردہ انسان آنکھیں لگا کر نابینا کر دیا گیا ایک انسان کا گروہ، پتہ، بھیڑ اور دوسرے مریض انسان کے جسم میں لگا کر اس کو تندرست کر دینے کا کوشش دیکھا گیا بلاشبہ آج کل ڈاکٹری اور سرجری کی نئی ترقیات نے اس طرح

فنی طور پر اپنے کمال کا مظاہرہ کیا ہے مگر اس کے ساتھ اس کے بہت سے مفروضات ہیں جو پوری انسانیت کے لیے تباہی کا راستہ بن سکتے ہیں کہ غریب انسان کی آنکھیں اور گردے اور دوسرے اعضاء ایک بکاؤ والی طرح بازار میں بگاڑیں گئے جو انسانی شرافت و حکیم اور فساد تخلیق کائنات کے بالکل مافی ہے اسی لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت، اکاٹ تراش کر استعمال کرنا سنگین جرم اور سخت حرام قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر دور میں علماء اور حکماء نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی مختلف شریعتوں کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے۔ کسی دنیا جو آج کل ان چیزوں میں پیش پیش نظر آتی ہے اس کا بھی اصل مذہب یہی ہے۔

اسلام نے ایک انسان کے اعضاء کو دوسرے انسان کے لیے استعمال کرنا اس کی رضا مندی اور اجازت کے ساتھ بھی جائز نہیں رکھا کیونکہ انسان کے اعضاء اجزا انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرفات کر سکے بشرط اسلام کے اصول میں تو خود کشی کرنا یا اپنی جان یا اعضاء رضا کارانہ طور پر یا بصیحت کسی کو دینا قطعی طور پر حرام ہی ہے جس پر قرآن و سنت کی خصوص مقرر ہو جو وہ ہیں۔

وانسانی اعضاء کی پیوند کاری ص ۱۱۲ تا ص ۱۱۵ مختصراً

آرکےکبر الصوت کے شرعی احکام

مسئلہ نماز میں آرکےکبر الصوت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں بہت سے مناسد ہیں اس لیے اس سے اجتناب کیا جائے اور سنت کے سیدھے مناسد طریقے پر آواز کو دور تک پہنچانے کے لیے میگزین کا انتظام کیا جائے۔ لیکن اگر کسی جگہ آرکےکبر الصوت پر نماز ادا کر لی گئی تو نماز ناسد واجب الاہواہ نہیں ہے اور استعمال کرنے والوں کو کم از کم یہ لازم ہے کہ میگزین کا چھرا انتظام رکھیں۔

کیونکہ علماء کی ایک جماعت اس کو مفید غماز قرار دیتی ہے اس کے خلاف سے
خروج کی فکر کرنا چاہیے (آلات جدیدہ ص ۱)

مسئلہ گراموفون کے احکام
مسئلہ اگرچہ گراموفون غرامیر اور ملاعی تھرمز میں داخل نہیں مگر چونکہ آج
کل اس آلہ کا استعمال ناجائز اور حرام لہو و لعب اور گائے بجانے میں ہونے لگا
ہے اس سے اگرچہ جائز کام کا اس آلہ میں سننا سننا وغیرہ غرض سے قطع نظر کر کے
ہونے، جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے اس لیے استدلال کے طور پر یہ صورت بھی
ناجائز قرار دی جائے گی۔

مسئلہ اس میں شبہ نہیں کہ بے ضرورت اس میں کوئی کلام بھڑا اور سننا
ایک قسم کا لہو و لعب ہے اور اگر لہو و لعب متصور نہ ہو تب بھی لہو و لعب کے
ساتھ تشبیہ ہے اس لیے قرآن مجید کی اس میں تلاوت بھڑا یا سننا کسی وقت اور
کسی حال میں جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت حبادت ہے اور عبادت
کو ذریعہ لہو و لعب بنانا سخت حرام ہے۔

نیز یہ ایک قسم کی توہین ہے کلامِ الہی کی کہ لہو و لعب کے موقع پر لہو و لعب
کی صورت سے اس کی تلاوت کی جائے۔ (آلات جدیدہ ص ۱)

ریڈیو پر تلاوت قرآن سے متعلق احکام شرعیہ

مسئلہ ریڈیو کی جس مجلس میں تلاوت ہوتی ہے وہ مجلس بھی لہو و لعب اور
لغو چیزوں سے الگ ہوتی ہے اس لیے اس پر تلاوت قرآن مجید فی نصب جائز ہے
اُن تلاوت قرآن ریڈیو پر ہو یا اس سے علیحدہ کسی صورت میں بہر حال محض تلاوت

پر مامور لینا حرام ہے اور معاذ مذکر کے کہ پڑھنا بھی ناجائز اور اس کا سننا بھی درست

نہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ شمار العلیل میں پوری تفصیل کے ساتھ مع دلائل لکھ دیا ہے۔

یہاں مسادض کے جواز کی دوسو تیس ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اول یہ کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر بھی ہو تو پھر وہ تلاوت مجزئہ نہ رہے گی تعلیم کی حیثیت اختیار کرے گی اس کا مسادض لینا جائز ہوگا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ریڈیو کی تلاوت اختیار کرے وہاں جلسے آئے اور وقت کی پابندی وغیرہ کی تنخواہ ملے اور تلاوت کو ثواب سمجھ کر کیا کرے۔

مسئلہ ریڈیو پر تلاوت قرآن مجید سننا جائز ہے مگر سننے والوں پر لازم ہے کہ ایسی مجلس میں ریڈیو نہ کھولیں جس میں عام لوگ اور لب، یا شور و شغب اپنے کاروبار میں مشغول ہوں اور قرآن سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں ورنہ گناہگار ہوں گے۔ جب ریڈیو سے قرآن سننا ہی مقصود ہو تو آداب کے ساتھ بیٹھ کر سنیں اور ان تمام آداب کی رعایت کریں جو تلاوت قرآن کی مجلس کے لیے لازم ہے ایسا نہ کریں کہ ریڈیو کھول کر اپنے کاروبار میں لگ جائیں اور چلتے پھرتے اس کی آواز کان میں پڑتی رہے یہ آداب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ریڈیو یا آؤ مکیب الصوت کی آواز کو بھی اگر مصنوعی آواز مثل صورتی کے قرار دیا جائے تو اس کے قریب آیت سجدہ سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا اور اگر اس کو محکم کی اہل آواز قرار دیا جائے تو سجدہ تلاوت واجب ہوگا اب یہ بات کہ یہ آواز اہل ہے یا مصنوعی اس مبالغہ میں مائش جدید کے ماہرین کے اقوال خود متکلف ہیں جس کی تفصیل رسالہ مکیب الصوت میں ہے اس سے سجدہ تلاوت کے باب میں احتیاط اسی میں ہے کہ سجدہ تلاوت کو واجب قرار دیا جائے۔

مسئلہ ریڈیو ورس قرآن یا کوئی دخل و تفریر کرنے سے پہلے سلام کرنا سنت سلف کے خلاف ہے اور خصوصاً اس وجہ سے اور بھی زیادہ کابل ترک ہے کہ حکم شرعی کے مطابق سلام سننے والوں پر اس کا جواب دینا واجب ہو جاتا ہے اور یہ واجب ادا واجب ہو سکتا ہے جب جواب دینے والوں کا جواب سلام کرنے والا سننے والوں سے اس کا امکان نہیں اس لیے ایسے موقع پر سلام کرنا ہی عیب ہے۔
 رہا یہ مسئلہ کہ کسی نے السلام علیکم ریڈیو پر کہہ دیا تو سننے والوں پر اس کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ تو مستفی قواعد کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس واجب کی ادائیگی اس طرح ہے کہ سلام کرنے والے کو اس کا جواب معلوم ہو جائے۔ سننے والوں کی قدرستیوں میں اس لیے وجوب جواب ساقط ہو جانا چاہیے۔

البتہ احتیاط جواب سلام دے دیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ ایک کلمہ دعا کہہنے اور دعا کا تہانہ بھی ہو سکتی ہے۔ واللہ سبحانہ وکعالے اعلم

مسائل ماخوذ از آلات جدیدہ مطبوعہ مصلیٰ

مسئلہ مصنوعی آنکھ لگوانا
 (دیکھو۔ آلات جدیدہ ص ۱۳۵، ص ۱۳۶)

سینما دیکھنا جائز نہیں

مسئلہ سینما میں جب کہ تصاویر محرّمہ موجود ہیں اور شئی محرم سے انتفاع و حظ کا ناجائز ہونا معلوم ہے اور باجہ کا منظم ہونا اور بھی قبیح کو بڑھا دیتا ہے اس لیے سینما دیکھنا ناجائز ہے۔

(آلات جدیدہ ص ۱۳۵)
 ٹیپ ریکارڈ مشین پر تلاوت قرآن کے احکام

مسئلہ یہ مشین اپنی وضع اور عام استعمال میں کچھ گرامفون سے مختلف

ہے کہ اگر اس فن کا استعمال عام طور پر لہو و لعبہ و حرب کی مجلسوں میں تقریر کے
طبع کے لیے ہوتا ہے اس کی مشین کا یہ طاق نہیں بلکہ عموماً اس کو مفید کاموں میں
استعمال کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص اپنی بد مزاجی سے گلے گلے میں بھی استعمال
کر لیا ہو تو اس کی وجہ سے اس مشین کو آلہ لہو و لعبہ میں رکھا نہیں جاسکتا اس
لیے اس مشین پر کئی وقت قرآن اور دوسرے مفید مضامین کا پڑھنا اور اس میں
محفوظ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ جب اس میں پڑھنا جائز ہے تو سنا بھی جائز ہے شرط یہ ہے کہ وہ ایسی
مجلسوں میں نہ سنا جائے جہاں لوگ اپنے کاروبار یا دوسرے مشاغل میں لگے ہو
سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں ورنہ بھاتے تراپ کے گناہ ہوگا۔

مسئلہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ جو آیت سنی جائے تو اس کے سننے سے
سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا کیونکہ سجدہ تلاوت کے وجہ کے لیے تلاوت
صحیحہ شرط ہے اور آلہ بے جان و بے شعور سے تلاوت مستحور نہیں۔

مسئلہ ظاہر ہے کہ اس کے ریکارڈ میں بھی حرف قرآنی ایسی صورت سے
نہیں لکھے جائے جس کو پڑھا جائے اس کے نقوش کو قرآن نہیں کہا جاسکتا اور
اسی بنا پر اس کا بلا فخر چھونا جائز ہے۔ (آلات جدیدہ جلد ۱۲، ص ۱۴۱)

پائپ سسٹم کی ٹینکیوں کے پاؤں یا پاک ہونے کے احکام

مسئلہ اگر نیچے کی حوض یا اوپر کی ٹینگی میں نہایت ایسی حالت میں گری ہے
کہ اس کا پانی دونوں طرف سے جاری ہے مثلاً سرکاری پانی حوض میں آ رہا ہے اور حوض
کا پانی بذریعہ پائپ اوپر چڑھ رہا ہے۔ اور دوسری طرف پائپ کے ذریعہ غسل خانہ

دیگر میں پانی نکالا جا رہا ہے تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک یہ حوض یا ٹھنکی اس وقت تک حکم آب جاری، جاری ہو جائے گی جب سے ناپاک نہ ہوگی۔

مسئلہ اور اگر حوض یا ٹھنکی کا پانی دونوں طرف سے جاری نہ ہو اور دونوں طرف ایک ہی ایک طرف سے بند ہو تو اکثر فقہاء کے نزدیک یہ حوض اور ٹھنکی ناپاک ہو جائے گی۔ چنانچہ ایک جوئے کے بعد اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر دو کوئی نئی جرم ہے یعنی محسوس حیاست رکھتی ہے تو پہلے اس نجاست کو ٹھنکی میں سے نکال دیا جائے پھر اس کو دونوں طرف سے جاری کر دیا جائے یعنی جس حوض یا ٹھنکی میں نجاست تھری ہے اس کے ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکالا جائے تو دوسری طرف سے پانی نکلتے ہی یہ حوض اور ٹھنکی اور ان کے پائپ سب پاک ہو جائیں گے یہ فردی نہیں کہ کوئی خاص متذہب پانی کی کھل جانے کے بعد پاک قرار دیا جائے البتہ بعض فقہاء کے نزدیک میں مرتباً اور بعض کے ہاں ایک مرتبہ حوض یا ٹھنکی کا پانی بھر کر نکال دینا ضروری ہے اس لیے احتیاطاً اس میں ہے کہ ایک طرف سے پاک پانی داخل کر کے دوسری طرف سے آٹا پانی نکال دیا جائے جبکہ کہ وقوع نجاست کے وقت اس حوض یا ٹھنکی میں موجود ہوا اس کے بعد حوض یا ٹھنکی اور اس کے پائپ کو پاک سمجھا جائے اور اگر متذہب اس پانی کھل جانے کے بعد بھی استعمال کر لیا جائے تو قول درغمار کے موافق گنجائش ہے۔

(آلات جدیدہ صفحہ ۱۲۵، مسئلہ ۱)

زمین سے پانی دینے والے (ٹیوب ویل) کے حکم

مسئلہ وقوع نجاست کے وقت جس قدر پانی انکھ میں رہا ہو، اس قدر نکال دینے سے یہ پاک ہو جاتا ہے اور یہ غلبہ نہ کیا جائے کہ نل کے نیچے زمین میں سے پانی کی آمد ہوتی ہے تو کیا وہ ناپاک نہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ وہ پانی ایسا ہے کہ وہ

جیسا متعارف نمونوں میں بھی علاوہ بھرے ہوئے پانی کے لہنے والا پانی ہوتا ہے مگر چونکہ وہ فی البرد کنوئیں میں انہیں ہے اس کا اعتبار نہیں ہے اسی طرح جو پانی بالغوں اس آہنی کنویں کے اندر نہ ہوگا مگر بھور آد کے نیچے سے بندر یو سمات ارض کے اس کے اندر آجائے وہ معتبر نہیں۔

البتہ اگر تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ اس نل کی جڑیں پانی مجتمع رہتا ہے تو اس کو بغیر کہیں گے اور تخمینہ سے جب اس قدر نل چلے پکے ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر اس آہنی کنوئیں میں ایسی نجس چیز گر جائے جو نل نہ سکے تو اس کا نکالنا صاف ہے پھر اس میں دو صورتیں ہیں یا تو وہ چیز ذمی نجاست ہے جیسے ہاک لکڑی یا لایا کہ کپڑا یا عین نجاست ہے جیسے مراد کی بوٹی صورت اولیٰ میں بلا اشتغال صاف ہے مگر پانی نکلنے سے پاک ہو جائے گا اور صورت ثانیہ میں اتنی دیر تک اشتغال کریں گے کہ گمان غائب ہو کہ وہ مٹی ہو گیا اور پھر پانی نکال دیں و آفات جدیدہ ص ۱۲۱

کھیلوں کے سامان کی خرید و فروخت

مسئلہ جو سامان کفر و ضلالت احرام و معصیت ہی کے کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت اور خرید و فروخت بھی حرام ہے اور جو امر و مکروہ میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی مکروہ ہے اور جو سامان جائز اور مشتمل کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے اور جس سامان کو جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے اس کی تجارت جائز ہے۔ مسارف القرآن ج ۱، مسئلہ ۱

آلات خنما و مزامیر اور اس کے احکام

مسئلہ جو آلات ناجائز اور غیر مشروع کامل ہی کے لیے وضع کئے جائیں (بنائے جائیں) جیسے آلات قدیم میں ستار و صحن و غیرہ اور آلات جدیدہ میں

اسی قسم کے آلات اور اعضاء ان کی ایجاد بھی ناجائز ہے صفت و حرمت بھی خرید و فروخت بھی اور استعمال بھی۔ (آلات جدیدہ ص ۱۱)

مسئلہ جو گانا اجنبی حرمت کا ہو اس کے ساتھ طبل و سازگی وغیرہ مزامیر ہمیں وہ حرام ہے اور اگر محض خوش آوازی کے ساتھ کچھ اشعار پڑھے جاتیں اور ٹپسنے والی حرمت یا امر نہ ہو اور اشعار کے مضامین بھی فحش یا کسی دوسرے گناہ پر مشتمل نہ ہوں تو جائز ہے بعض صوفیائے کرام سے جو سماع غنا منقول ہے وہ اسی قسم کے جائز غنا پر محمول ہے۔ (سارف القرآن ج ۱، ص ۲۵)

چند ایجابات جدیدہ کے احکام

مسئلہ جو آلات جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں ناجائز ہیں بھی جیسے جنگی اسلحہ اسلام کی تائید و حمایت میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں مخالفین بھی مثلاً شلیفون، تار، موٹر، ہوائی جہاز، ان کی ایجاد و صنعت اور تجارت جائز کاموں کی نیت سے جائز ہے اور جائز کاموں میں ان کا استعمال بھی جائز ہے طرم ویت کی نیت سے بنایا جلتے یا اس میں استعمال کیا جلتے تو حرام ہے (آلات جدیدہ ص ۱۱)

مسئلہ دوسری قوموں کی بنائی ہوئی عام ضرورت کی چیزیں جیسے دیاسلانی یا گھڑی یا کوئی طلال دیا یا مختلف سواریاں (سکوٹر، ویگن، ٹرین، وغیرہ) جن کا بیل ہماری قوم میں نہ ہو، ان کا استعمال جائز ہے البتہ ایسی چیزیں جو دوسری قوموں کی فحش قومی وضع ہیں جیسے کرٹ، پتلن وغیرہ یا قومی وضع کی طرح کانٹے سے کٹا، اس کے اختیار کرنے سے گناہ ہوگا کیس کم کیس زیادہ، البتہ جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہوں ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا مثلاً صلیب لٹکالینا (ٹٹائی باؤھنا) یا سر پر چوٹی رکھ لینا وغیرہ۔ (حیوۃ المسلمین ص ۱۹)

۳۱ تصاویر کے شرعی احکام

مسئلہ جیسے فلم سے تصویر کھینچنا ناجائز ہے ایسے ہی فوٹو سے تصویر بنایا
پریس پر چھاپنا یا سائنس اور مشین وغیرہ میں لکھنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ بعض ممالک کے معبد کے سفر کے لیے عام حکومت کی طرف سے
مسافر کو مجبور کیا جاتا ہے کہ پاسپورٹ مائل کرے اور اپنا لوٹو کھینچو لے۔ اگر یہ
سفر کسی شرعی ضرورت کے لیے یا سائنس کی شدید ضرورت کے لیے ہو تو وہ

اضطرار کے فوٹو کھینچنا ناجائز ہے۔ (التصویر الاحکام تصویر منہ)
مسئلہ جو تصویریں اس قدر چھوٹی ہوں کہ اگر وہ زمین پر رکھی ہوں اور کوئی
مترسہ بیانی والا آدمی کھڑا ہو کہ دیکھے تو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے
ایسی تصویر کا گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ بنا اس کا بھی ناجائز
ہے۔ (التصویر الاحکام تصویر منہ)

جو تصاویر کسی ایسی جگہ میں بنی جاتی ہوں کہ وہ عادیہ پامال اور ذلیل و خوار سمجھی
جاتی ہیں مثلاً پامال فرش یا بستروں میں یا بیٹھنے کے گہ سے لگے ہوئے کسی وغیرہ میں یا جو تہ
سے تلے میں یا برتنوں کے نیچے کی میں ہو تو ان کا گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز
ہے اگرچہ بنا اس کا بھی ناجائز ہے۔ (رسالہ مذکور ص ۲۱)

مسئلہ لیکن جو فرش محل اہانت میں نہ ہو مثلاً سہلی وغیرہ تو اس میں تصویر
رکھنا جائز نہیں۔ (رسالہ مذکور ص ۲۱)

مسئلہ اسی طرح اگر معصوم بچے بڑے بڑے ہوں جن پر بنی ہوئی تصویر
کھڑی نظر کرتے ان کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ (رسالہ مذکور ص ۲۱)

مسئلہ برتنوں میں جو تصویریں تلے کے سوا کسی جگہ ہوں وہ پامال و مستن

کے حکم میں نہیں اس لیے اگر وہ بڑی تصویریں ہوں تو ان باتوں کا استعمال بھی جائز نہیں۔ (رسالہ مذکور ملکہ)

مسئلہ بچوں کی گڑیاں اور پھولے کھلونے اگر مصور ہوں تو ان کی خرید و فروخت اور بچوں کا کھیلنا ان سے جائز ہے۔ (ایضاً ص ۲۱)

مسئلہ مٹی کی تصویریں یا ایسی صورتیں جو باقی رہنے والی نہیں اسی طرح مٹائی یا دوسری کھانے کی چیزیں اگر بھل تصویر بنائی گئی ہوں تو ان کا استعمال اور خرید و فروخت ناجائز ہے۔ (مس ۲۲)

مسئلہ اور حمد محمد یہ میں ہے کہ بچوں کو اس کی اجازت نہ دینی چاہیے کہ وہ کھانے کی چیزیں بھل تصویر بنائیں یا مختلف رنگ کے مصور نقشے خریدیں بلکہ حق تعالیٰ انہیں کو بہت عطا فرمائیں اس کے لیے مناسب ہے کہ مٹائی وغیرہ کے جو کھلونے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں ان کو خرید کر توڑ دے اور لوگوں کو کھلا دے۔ (شرح المقصد والمہم ص ۲۳)

مسئلہ تصویر اگر کسی غلاف یا قلی وغیرہ میں پوشیدہ ہوں یا کسی ڈبہ وغیرہ میں بند ہوں تو اس قلی یا ڈبہ وغیرہ کا گھر میں رکھنا جائز ہے اور ملائکہ رحمت کے داخل سے مانع نہیں اگرچہ بنا اور خریدنا ان کا بھی ناجائز ہے (حوالہ مذکورہ ص ۲۴)

مسئلہ جس شخص کے بدن پر کوئی تصویر گدی ہو تو کپڑوں میں ستر ہو اس کی امامت جائز ہے (شامی) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر تصویریں کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار کے اوراق میں ستر ہوں تو ان کا گھر میں رکھنا بھی جائز ہے۔

کیونکہ پوشیدہ تصاویر بھی چھوٹی تصاویر کے حکم میں ہے۔ (حوالہ مذکورہ ص ۲۵)

مسئلہ جاندار کی تصویر بنانے اور فروٹ لینے کی اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں (ص ۲۶)

مسئلہ اس سے یہی معلوم ہوا کہ جس پر میں یا زائرین کی تصاویر چھپتی ہوں اس کی ملازمت بھی لمبا عرصہ کے کام میں جائز نہیں البتہ صاحب خیال اور حاجت مند آدمی کے لیے مناسب یہ ہے کہ پہلے جائز ملازمت کی تلاش کیجئے جب بل جلتے اس وقت اس ملازمت کو ترک کر دے۔ (مسئلہ ۱)

مسئلہ اگر کسی نے تصویر بنائی تو شرکاً اس کی اجرت دینا اس کے ذمہ واجب نہیں ہاں رنگ وغیرہ جو مصور نے خرچ کیا اس کی قیمت دی جاتے گی۔
مسئلہ سرکاری ہوتی یا خاص تصویریں یا ناقص گزریاں بنانے کی اجرت لینا اور دینا وہ فعل جائز نہیں۔ (ایضاً مسئلہ ۱)

مسئلہ بیع و شرا میں اگر تصاویر خرید و مقصود نہ ہوں بلکہ دوسری چیزوں کے مابین ہو کر آجائیں جیسے اگر کپڑوں میں مورتیں لگی ہوتی ہیں یا برتنوں اور دوسری مصنوعات جدیدہ میں اس کا سراج عام ہے تو اس کی خرید و فروخت بجا جائز ہے۔ (حوالہ مذکور مسئلہ ۱)

مسئلہ لیکن جب کہ خود تصاویر ہی کی بیع و شرا مقصود ہو تو خریدنا اور فروخت کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

مسئلہ جن تصاویر کا بنانا اور گھر میں رکھنا ناجائز ہے ان کا ارادہ اور قصد کے ساتھ دیکھنا بھی ناجائز ہے البتہ شہادہ قصد نظر پڑ جائے تو مضائقہ نہیں جیسے کوئی اخبار یا کتاب مقصود ہے مقصود اس کا مضمون دیکھنا ہے بلا ارادہ تصویر بھی سامنے آجاتی ہے اس کا مضائقہ نہیں۔ (حوالہ مذکور مسئلہ ۱)

مسئلہ عام طور پر حضرات صحابہ سے متعلق ہے کہ جب وہ کسی ایسے گھر

لے شہادہ چھوڑ دیا سلاقی و واقف کے لیے اور بولیں وغیرہ گناہ صلیب لذت مند

میں پہنچے جس میں تصاویر ہیں تو جس میں تصاویر ہوں تو اندر داخل نہیں ہوسکتے
بلکہ واپس چلے گئے اس لیے مذہب جمہور فقہاء و مجتہدین کا اس بارے میں یہ
ہے کہ ایسے مکان اور خیمہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز نہیں جس میں تصویر منوعہ موجود
ہوں (ایضاً ص ۹)

مسئلہ تصویر ولے مکان میں اگر کوئی مریض ہو اس کی عیادت کرنے کے
لیے بھی بغیر ضرورت کے داخل ہونا جائز نہیں لیکن ضرورت شدیدہ بہر حال مستثنیٰ ہے
مثلاً کسی تصویر ولے مکان میں جانا کسی معاش یا معاد کی ضرورت کے لیے ضروری
ہے اور اس پر قدرت نہیں کہ وہاں سے تصویر بنادے تو ایسے وقت معذور مکان
میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور بقدر ضرورت بیٹھا جائز ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۹)

مسئلہ جس مکان میں منوعہ تصویریں لگی ہوئی ہوں یا معلق ہوں اس میں نماز
پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۱۰)

مسئلہ اگر کسی شخص کے مکان میں تصاویر منوعہ موجود ہوں تو ہر مسلمان کو
اجازت ہے کہ وہ ان تصاویر کو بنادے یا غراب کر دے بلکہ اگر قدرت یعنی کسی
جگہ سے کا اذیت شدہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۱۰)

مسئلہ روپیہ میس اور گھنٹوں پر جو تصویر بنی ہوئی رائج ہے اول تو ان میں مجبوری
نہایت کم ہے چھٹی ہیں اس لیے ان کے استعمال کا مضائقہ نہیں (گناہ بے لذت ص ۱۰)

دور حاضر کے جدید لباس کے احکام
حدیث میں ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک مردوں کا سر ہے۔ (احکام)
آج کل نئے فیشنوں نے نہ صرف مردوں کو بلکہ عورتوں کو بھی نیم پہننے کو دیا
ہے مردوں نے انگریزی لنگوٹ کا نام رکھ کر کہتا شروع کر دیا آدھی راتوں تک
کھلے ہوتے ان بیٹیوں کے سامنے پھرنے میں کوئی پروا نہیں ہوتی کہ اس میں ہمارے

الاکب کی ناراضی اور گناہ کبیرہ ہے عورتوں کے لیے لباس اختیار کر لینے کہ اول تو ان میں بہت سے اعضاء ستر گدھن، بازو، سینہ، کھانسی، ہاتھ اور جگر اعضاء ڈھکے ہوئے بھی ہیں ان پر لباس ایسا چست پہنا جاتا ہے کہ بدن کی حیثیت نظر آتی ہے وہ بھی کھڑے کے حکم میں ہے علماء نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا فرض جو مسلمان پر عاید ہوتا ہے وہ ستر چھپانا ہے جو صرف نماز میں نہیں بلکہ عام حالات میں یہاں تک کہ تنائی و خلوت میں باستثناء مواضع ضرورت ضروری ہے مگر کچھ لوگوں نے مغربی فیشن کی زد میں آکر اس فرض کو نظر انداز کر دیا اور کچھ لوگ جو ضرور ہمیشہ یا ذرا محنت پیشہ ہیں انہوں نے دھوتی وغیرہ کی رسم اختیار کر لی جس میں ستر کھل جاتا ہے اور یہ سب کبیرہ گناہوں کا ذخیرہ محض ہے فائدہ ہے کہ دنیا کی کوجا جت اور ضرورت اور لذت اس پر موقوف نہیں۔ واللہ یمہدی من یشاء الی

سواء السبیل گناہ سے لذت ملے

جدید اسلامی جنگ اور جہاد کے احکام

مسئلہ جہاد کے لیے اسلحہ اور خوب سامان کی تیاری فرض ہے اس لیے آج کے مسلمانوں کو بقدر استطاعت ایسی قوت ٹینک، لڑاکا، ہیلر سے آب و دوز کشتیاں، بم اور راکٹ جمع کرنا چاہیے اور اس کے لیے جس علم و فن کو سیکھنے کی ضرورت پڑے وہ سب اگر اس نیت سے ہو کہ اس سے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں سے دفاع اور کفار کے مقابلہ کا کام لیا جائے گا تو وہ بھی جہاد کے حکم میں ہے۔

(تفسیر سارف القرآن ج ۴ ص ۲۴)

مسئلہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
 یہ خبر پوپس کو بشارت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن کار باطنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا کام ساری دنیا اور

جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہے (بخاری و مسلم) اس میں ریخبر پولیس کے
یہ کتنی عظیم بشارت ہے جبکہ ان کی نیت رباط یعنی اسلامی سرحدوں کو دشمنان
دین سے محفوظ رکھنے کی ہو اور اس نیت کے ساتھ ان کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ بھی اس
ثواب سے ان کو محروم نہ کرے گی۔ (فضائل جہاد صفحہ ۲۹)

بحری فوج کے لیے عظیم سعادت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات عمدہ کے کنارے پر پیرہ دست کو اس کا یہ عمل اپنے
گھر میں ایک ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے (فضائل جہاد) اس میں بحری
فوج کے لیے کتنی عظیم سعادت ہے۔ (اصلاحی نصاب)

حکومت کے فائدہ میں چندہ دینے کی فضیلت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غازی کو جہاد کا سامان دیا اس نے بھی جہاد کیا اور
جو شخص کسی غازی کے گھر والوں کی خبر گیری اور نگرانی میں لگا رہا اس نے بھی جہاد
کیا (بخاری و مسلم) حکومت کے دفاعی فائدہ کو صحیح معرّف میں خرچ کرنے کا اطمینان
ہو تو اس میں چندہ دینا صحیح ہے اور اس حکم میں داخل ہے (اصلاحی نصاب صفحہ ۲۹)
شہری دفاع کی خدمت بھی جہاد ہے

جہاد صرف محاذ جنگ پر یا کر لڑنے کا نام نہیں بلکہ لڑنے اور دوسرے مسلمانوں
کے گھروں کی حفاظت کے قصد سے شہر میں رہ جائیں وہ بھی مجاہد ہیں کیونکہ محاذ
پر لڑنے والے سپاہیوں کی مدد ادا کر رہے ہیں کہ ان کے اہل و عیال اور گھریلو
کی حفاظت کر کے ان کو بے فکر کر دے۔ ہمارے ملک میں شہری دفاع کی خدمت انجام

دینے والے جو بھی خدمت انجام دیتے ہیں وہ بھی اللہ کے نزدیک مجاہدین کے
 حکم میں ہے۔ (فضائل مجاہدین، ص ۲۵، ص ۳۱)

بینک اور سود

مسئلہ آیات قرآنی میں سود و ربا کی شدید ممانعت اور اس پر سخت عتاب
 کی وعیدیں آئی ہیں۔ اس لیے اس سے بچنے کی فکر ہونا چاہیے اور گناہ ہونے کا
 احساس باقی رہے اور کم از کم یہ صورت نہ رہے کہ اس حرام کو حلال بنا کر ایک
 گناہ کے دو گناہ بنالیں (جبکہ آج کل بینک کے سود کو منافع یا انٹرس کا نام دے
 کر حلال سمجھا جاتا ہے۔ (سوانح القرآن ج ۱ ص ۲۱۱)

باقی رہا یہ سوال کہ بینک بغیر سود کے چل نہیں سکتے یہ خیال قطعاً صحیح نہیں
 رہا سود کے بغیر بھی بینک سسٹم اسی طرح قائم رہ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بہتر اور
 نافع و مفید صورت میں بھی آسکتا ہے سیدی حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے بلا سود
 بھکاری کے نام سے ایک جامع رسالہ تحریر فرمایا تھا جسے بھکاری کے بعض ماہرین
 نے بھی قابل عمل تسلیم کر لیا تھا اگر ان اصول و قواعد کی روشنی میں بینک سسٹم شرعی
 اصول پر آگیا تو دنیا دیکھ لے گی کہ اس میں پوری قوم و ملت کی کس طرح فلاح و
 بہبود ہو۔ انشاء اللہ

لہ تفصیل کے لیے حضرت قدس سرہ کی کتاب مسئلہ سود میں ملاحظہ فرمائیں
 لے اس ناچیز کو بھکوں کے متعلق اسد ثنائی کا ایک قطعا را آگیا جو بطور لطیفہ پیش
 خدمت ہے۔

سنا تھا اہل مذہب سے بھکوں کے یہاں سے ترقی صنعتوں کے بارے میں بھکوں کا وجود لہجہ
 مگر کل ایک مہذب کہ رہا تھا کیفہ لٹان میں

بندوق کی گولی سے شکار کے مسائل

مسئلہ بندوق کی گولی سے کوئی جانور زخمی ہو کر قبل ذبح مر جائے تو وہ ایسا ہے جیسے پتھر یا لاشی مارنے سے مر جائے جس کو قرآن کریم میں موقوفہ کہا گیا ہے اور حرام قرار دیا ہے ان مسئلے سے پہلے اس کو ذبح کر لیا جائے تو حلال ہو جائے گا۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۱ صفحہ ۱۲۱)

مسئلہ آج کل بندوق کی ایک گولی کو کدار بنائی گئی ہے اس کے متعلق بعض علماء کا خیال ہے کہ تیر کے حکم میں ہے مگر بعض علماء کے نزدیک یہ بھی تیر کی طرح آزاد ہار نہیں بلکہ غارت ہے جس سے بارود کی طاقت کے ذریعہ گوشت پھٹ جاتا ہے ورنہ خدا اس میں کوئی طاقت نہیں اس لیے ایسی گولی کا شکار بھی بغیر ذبح کئے جائز نہیں۔ (معارف القرآن ج ۱)

انگریزی دواؤں کا استعمال

مسئلہ بعض علماء نے فرمایا ہے دوا و علاج کے لیے حرام چیزوں کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ اس دوا کے استعمال سے شفا ہو جائے عادتہ یقینی ہو اور کوئی حلال دوا اس کا بدل نہ ہو سکے جبکہ پیاسے کے لیے شراب کا گھونٹ پینے کی اجازت دی گئی ہے (فتاویٰ عالمگیری) تفصیل نہ کردہ سے ان تمام انگریزی دواؤں کا حکم معلوم ہو گیا جو روپ وغیرہ سے آتی ہیں جن میں شراب وغیرہ نجس اشیاء کا ہونا معلوم یقینی ہو اور جن دواؤں میں حرام و نجس اجزاء کا وجود مشکوک ہو

ان کے استعمال میں اور زیادہ گنجائش ہے اور احتیاط بہر حال احتیاط ہے خصوصاً جبکہ کوئی شدید ضرورت بھی نہ ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (معارف القرآن ج ۱، صفحہ ۴۱۲)

حقہ پینے کا حکم جائز ہوا کہ اس میں یورپ سے بسو مسجد میں جانے کے وقت مزہ صاف کرے۔ (مجالس حکیم الامت صفحہ ۲۱۲)

ضبط ولادت کی شرعی حیثیت

ضبط ولادت کا اگر کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم نہ ہو جائے خواہ مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے کسی دوا یا انجکشن کے ذریعہ یا آپریشن اور خادجی تدابیر سے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔

ان منع حمل کی صورتیں خواہ وہ عزل وغیرہ کی صورت میں ہوں یا کسی دوا اور انجکشن یا خادجی تدابیر کے ذریعہ شخصی حالات کو دیکھ کر خاص خاص ضرورتوں کے ماتحت وقتی طور پر بعد ضرورت ان کا استعمال کر لینے کی گنجائش ہے اور وہ بھی اس وقت جبکہ اس کے عمل کا مقصد کوئی ناجائز نہ ہو لیکن اس کو قومی اور اجتماعی شکل دینا شریعت و سنت کا مقابلہ ہے کہ اس کو قوم و ملت کے لیے نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ فلاح و ترقی قرار دینا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم و ملک کے لیے مقرر کیا کم از کم ناپسندیدہ بتلایا ہو، مگر جائز نہیں خصوصاً جبکہ اس کی بنیاد فقر و افلاس کے خوف یا اقتصادی بحالی کے خطرہ پر رکھی جائے جس کو رب العالمین نے خالص نظام ربوبیت کے تحت اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اور کسی کی مداخلت کو اس میں جائز نہیں رکھا عرب کے باطل جو فقر و افلاس کے خوف سے اپنی اولاد قتل کر دیتے تھے ان کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے

قرآن کریم نے جارشاد فرمایا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ تمہارا یہ فعل نظام ربوبیت میں مداخلت کا اثر افسوس ہے تمام مخلوق کے رزق کی ذمہ داری رب العلیین نے نہایت واضح الفاظ میں اپنے ذریعہ و ما من داقۃ فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقہا یعلم مستقرہا و مستودعہا (پلہ) یعنی زمین پر پلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو وہ ان سب کے لئے ٹھکانے کو جانتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ وہ جتنی جانبیں اس عالم میں پیدا فرماتے ہیں ان کے رزق یعنی ضروریات زندگی کی کفالت وہ خود فرماتے ہیں اور اس شان سے فرماتے ہیں کہ مقرر کردہ راشن ڈیو پر جلسے اور وہاں سے رزق حاصل کر کے کی نعمت بھی ہر مخلوق کے ذمہ نہیں ڈالی بلکہ یہ بھی ان کے ذمہ نہیں کیا گیا کہ جب وہ کسی دوسری جگہ منتقل ہوں تو درخواست دیکر اپنا راشن وہاں منتقل کرائیں بلکہ فرمایا یعلم مستقرہا و مستودعہا یعنی رب العالمین ہر جائداد کی مستقل قیام گاہ اور عارضی قیام گاہ کو جانتا ہے وہیں اس کو رزق دیتا ہے ضبط و لاوت عقل و شرعی حیثیت (غریب کفیل کے لیے اصل رسالہ کا مطالعہ کریں)۔

حکومت کا غذائی کنٹرول

جب کسی ملک میں اقتصادی حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اگر حکومت نظم قائم نہ کرے تو بہت سے لوگ اپنی ضروریات زندگی سے محروم رہ جائیں تو حکومت ایسی چیزوں کو اپنے نظم اور کنٹرول میں لے سکتی ہے اور غلام کی مناسب قیمت مقرر کر سکتی ہے حضرات فقہاء امت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(معارف القرآن ج ۵ صفحہ ۱)

تمت بالخییر